آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے :: لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی
دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۰ — بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۱ء — نمبر ۱۲

سالانہ چندہ — عوام سے عہ طلباء سے عہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ دسمبر ۱۹۱۱ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

قصائد احمدیہ
من الامام۔ حجۃ الاسلام

حضرت اقدس کی اردو اور فارسی نظمیں تو پہلے الگ شائع ہو چکی ہیں مگر اب تک آپکے قصائد الگ رسالہ کی شکل میں شائع نہیں ہوئے تھے اب عربی قصائد بھی جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں شائع کیے گئے ہیں۔ یہ قصائد نہ صرف معارف و اسرار سے لبریز ہیں اور حمد الٰہی اور نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزائن ہیں اور حضرت اقدس کے دعویٰ کے دلائل سے پُر ہیں بلکہ عربی سیکھنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں یہ کتاب ۱۵۸ صفحوں پر ختم ہوتی ہے قیمت صرف ۸ شائقین دفتر میگزین۔ قادیان سے طلب کریں۔

اطلاع:۔ بعض احباب کارڈ کے پتہ والی طرف لفظ Wrong "ٹکٹ لگا یا گیا" "بعونہ تعالیٰ" وغیرہ الفاظ لکھدیتے ہیں اس لیے کارڈ بیرنگ ہو جاتا ہے۔ اور دفتر کو خواہ مخواہ کے دو پیسے بھرنے پڑتے ہیں۔ مہربانی کر کے آیندہ پتہ والی طرف سوائے دفتر کے پتہ کے کوئی لفظ یا فقرہ نہ لکھا کریں۔ نیز بعض احباب محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام روپیہ بھیجتے ہیں تو منی آرڈر کے کوپن میں یا الگ رقم کی کوئی تفصیل نہیں دیتے جس سے ایک تو کا روپیہ دوسری مد میں جمع ہو جاتا ہے اور بعد میں دقت ہوتی ہے مناسب ہے کہ ہر ایک منی آرڈر بھیجتے وقت کوپن میں رقم کی مکمل تفصیل دیدیا کریں تاکہ کسی قسم کا مغالطہ نہ لگے۔ اور نیز خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرما دیں۔

ضروری اطلاع:۔ پچھلے پرچے میں عرض کیا گیا تھا کہ چونکہ آیندہ کے لیے صدر انجمن احمدیہ کے منشا کے مطابق تمام خریداران ریویو سے پیشگی قیمت وصول کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور اس کے لیے دسمبر کا پرچہ وی پی ہوگا۔ جو صاحب دسمبر کا پرچہ کسی وجہ سے وصول نہ کر سکیں قبل از وقت اطلاع دیدیں تا وی پی نہ کیا جائے مگر معلوم ہوتا ہے احباب نے اس نوٹ پر کافی توجہ نہیں فرمائی۔ کیونکہ دفتر میں ایسی چند ایک ہی اطلاعیں وصول ہوئی ہیں۔ چونکہ وی پی انکاری ہونے میں دفتر کا بہت حرج اور خود خریداران صاحبان کو بھی بیفائدہ خط و کتابت سے تکلیف ہوتی ہے اسلئے مناسب خیال کیا گیا ہے کہ علاوہ رسالہ میں نوٹس دینے کے ہر ایک صاحب کی خدمت میں اس مضمون کا ایک کارڈ بھی لکھا جا رہا ہے۔ بہت سے احباب کے نام دسمبر کا پرچہ وی پی کرنے کے لیے کارڈ لکھدیے گئے ہیں۔ اور جن احباب کو وقت پر اطلاع دینے کیلیے کافی وقت نہیں مل سکا انکو جنوری کا پرچہ وی پی کرنے کے لیے کارڈ لکھے جا رہے ہیں۔ لہٰذا گذارش ہے کہ جو صاحب کسی وجہ سے پرچہ وصول نہ کر سکتے ہوں ضرور ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء سے پہلے پہلے اطلاع دیدیں اس امر کا خیال رکھا جاوے کہ رسالہ کی قیمت پیشگی وصول ہونی از بس ضروری ہے۔ بعض احباب لکھتے ہیں کہ رسالہ کی قیمت سال کے آخر پر دینگے۔ یہ انجمن کے منشا اور دفتر کے قاعدہ کے خلاف ہے۔ ہاں اگر کسی خاص ضرورت کی وجہ سے ایک دو ماہ تک قیمت ادا کیجاوے تو چنداں حرج نہیں۔

(مینیجر میگزین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آسماں بارد نشان الوقت مے گوید زمیں ❊ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

حضرت مسیح موعودؑ کی تصدیق میں ایک آسمانی نشان اور حضور قیصر ہند کا شاہی اعلان

{ خدائے تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو حضور قیصر ہند شاہ انگلستان جارج پنجم کی زبان سے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کو شاہی دربار کے عالیشان موقعہ پر لاکھوں انسانوں کے مجمع میں پورا کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک }

حضور قیصر ہند کی ہندوستان میں تشریف آوری خود بخود ایک ایسا بے نظیر تاریخی واقعہ ہے جو ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ کے لیئے یادگار رہیگا اور ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کی تاریخ کو ہندوستان کی آنیوالی نسلیں کبھی نہ بھولیں گی کیونکہ یہ وہ دن ہے جب کہ ملکہ معظمہ کے پوتے۔ ہندوستان کے قیصر اور دنیا کے ایک عظیم حصہ کے بادشاہ۔ شاہ انگلستان جارج پنجم نے ہندوستان میں تشریف فرما ہو کر ایسی دھوم دھام اور ایسی شان و شوکت سے ہندوستان کے بادشاہوں کے قدیمی پایۂ تخت میں اپنی تاجپوشی کا جشن منایا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر نظر نہیں آتی۔ بے شک یہ دربار اس لیئے بھی بے نظیر ہے کہ اس دھوم دھام اور اس شان کا جشن اور ایسا نادر موقعہ ہندوستان کے باشندوں کو دیکھنا کبھی پہلے نصیب نہیں ہوا مگر اس سے بھی بڑھکر ایک اور باعظمت اور باشوکت واقعہ ہے جس نے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کے قیصری دربار کو ایک ایسی پاک شان عطا کی ہے کہ یہ دربار نہ صرف ملکی تاریخ میں ایک بے نظیر واقعہ شمار کیا جائے گا بلکہ کل عالم کی مقدس تاریخ میں جو بڑے بڑے شاندار واقعات ظہور میں آئے ہیں اُن میں اس دربار کو بھی ایک نمایاں مقام دیا جائیگا۔

اور نہ صرف ملکی معاملات میں دلچسپی لینے والے اس دربار کے متعلقہ واقعات کو ہمیشہ یاد رکھیں گے بلکہ خدائے تعالیٰ کے وہ پاک بندے جو دن رات خدائے تعالیٰ کے نشانات کے تدبر میں مصروف رہتے ہیں اور جنکو دنیا کی ظاہری شان و شوکت سے چنداں دلچسپی نہیں ہوتی وہ بھی جب اُن امور کا مطالعہ کرینگے جن کے ذریعہ خدائے تعالیٰ نے اپنا مبارک چہرہ دنیا پر ظاہر کیا ہے تو وہ اُس وقت اس شاہی دربار کا بھی نہایت لُطف کے ساتھ ذکر کرینگے اور اس شاہی اجتماع پر تدبر کرنا اُن کے لیئے ایک روحانی غذا ہوگی کیونکہ جس دن بڑے بڑے نوابوں اور راجاؤں۔ بڑے بڑے رؤسار اور علمار۔ بڑے بڑے وزرار اور اُمرار۔ بڑے بڑے کرنیلوں اور جرنیلوں۔ بڑے بڑے مدبّروں اور حکیموں اور بڑے بڑے نامی گرامی انسانوں اور دیگر مختلف ملکوں۔ اور ورجوں کے ایک تاریخی اجتماع میں جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی تھی ملک معظّم نے کُل ہندوستان کے مرکز اور بڑے بڑے عالیشان بادشاہوں اور مہاراجوں اور راجاؤں کے پایہ تخت شہر دہلی میں اپنی تخت نشینی کی رسم کو ایسے شاہی جشن کے ساتھ ادا کیا کہ دہلی کی در و دیوار نے ایسی شان کا جلسہ پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا اُسی دن خدائے تعالیٰ نے اُسی شہر میں عین اُس لاکھوں انسانوں کے مجمع کے اندر خود اُس ملک معظّم کے ذریعہ جبکہ وہ پورے تجمل کے ساتھ اپنے شاہی تخت پر جلوہ گزین تھا ایک آسمانی نشان ظاہر کیا جس کے ذریعہ خدائے تعالیٰ نے یہ شہادت دی کہ وہ شخص جو چودھویں صدی کے سر پر مسیحیت اور مہدیت کا مدعی ہو کر ظاہر ہوا ہے وہ اپنے دعوٰی میں صادق ہے۔ اس نشان کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۰۵ء میں لارڈ کرزن نے بعض ملکی مصلحتوں کو مدنظر رکھکر صوبہ بنگال کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا۔ اس وقت بنگالیوں نے بہت شور مچایا اور ہر ایک طریق سے کوشش کی کہ یہ تقسیم نہ ہونے پائے مگر باوجود اُن کی تمام کوشش اور شورش کے گورنمنٹ نے بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ پر ایک لفٹننٹ گورنر مقرر کر دیا۔ گورنمنٹ کی بڑی غرض اس تقسیم سے یہ تھی کہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی اور اُن کے حقوق کی حفاظت کے لیئے ضروری تھا کہ اُن کا علاقہ

بنگال کے باقی علاقہ سے جدا کر دیا جاوے۔ اس تقسیم کے بعد بھی بنگالیوں نے بہت کوشش کی کہ یہ تقسیم منسوخ کی جاوے مگر گورنمنٹ نے قطعی طور پر فیصلہ کر دیا کہ یہ تقسیم منسوخ نہیں ہو سکتی اور نہ اس میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے۔ لارڈ کرزن کے بعد جب لارڈ منٹو گورنر جنرل ہو کر آیا تو اُس نے بھی بنگالیوں کو یہی سنایا کہ بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا ہے اُس میں اب کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتی۔ پارلیمنٹ میں بھی جب بعض ممبروں نے بنگالہ کی نسبت تحریک کی تو لارڈ مارلے وزیر ہند نے کھلے الفاظ میں سنا دیا کہ یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے جس کو گورنمنٹ کسی صورت میں منسوخ نہیں کر سکتی اور نہ اب اس میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے۔ غرض جب قطعی طور پر فیصلہ ہو چکا اور بنگالیوں کو نہایت کھلے الفاظ میں جواب دے دیا گیا کہ اب اس کے متعلق کوئی اُمید رکھنا بے سود ہے اُس وقت ۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء کو زمینی گورنمنٹ کے فیصلہ کے برخلاف اور زمینی حکام کے اعلان کے اُلٹ آسمان پر ایک فیصلہ کیا گیا اور اُسکی اطلاع بذریعہ آسمانی تار کے خدائے تعالیٰ کے خلیفہ حضرت مسیح موعودؑ کو دیگئی جس کے الفاظ یہ تھے "پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب اُنکی دلجوئی ہوگی" خدائے تعالیٰ کے مسیحؑ نے اس آسمانی پیام کو فوراً ملک میں شایع کر دیا اور نہ صرف اس سلسلہ کے اخبارات۔ بدر۔ الحکم۔ ریویو٭ وغیرہ میں یہ وحی شائع کی گئی بلکہ ملک کے دوسرے اخبارات اُردو اور انگریزی نے بھی اُسی وقت اس پیشگوئی کو شائع کر دیا اور بعض نے جو سلسلہ سے عناد رکھتے تھے اس پر ہنسی کی اور جب کبھی پالیمنٹ میں وزیر ہند کسی ممبر کی تحریک پر یہ جواب دیتا کہ تقسیم بنگالہ ایک ایسا امر ہے جو قطعی طور پر فیصلہ ہو چکا ہے جسمیں کوئی ترمیم نہ ہوگی تو پنجاب کے بعض اخبارات کو فوراً یہ الہام یاد آجاتا اور طعنہ دیتے ہوئے سلسلہ احمدیہ سے سوال کرتے کہ تمہارا الہام کہاں گیا۔ جو لوگ اخبار خوانی کے عادی ہیں وہ اس بات کی شہادت دینگے کہ تقسیم بنگالہ کے بارے میں اب گورنمنٹ اور پارلیمنٹ کی طرف سے قطعی طور پر مایوسی ہو چکی تھی اور کوئی اُمید باقی نہ رہی تھی۔ اور اعلیٰ حکام نے نہ ایک بار بلکہ کئی بار ایسے قطعی الفاظ میں جواب دیدیا

٭ دیکھو ریویو انگریزی و اُردو بابت ماہ فروری ۱۹۰۶ء

تھا۔ کہ اب ذرا بھر امید بھی باقی نہیں رہی تھی۔ کہ اس حکم میں کوئی ترمیم کی جاویگی جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو۔
چنانچہ خود بنگالیوں نے آخر مایوس ہو کر اسکے متعلق اس قسم کی کوشش و شورش کرنا عملی طور پر چھوڑ دیا تھا۔
جیسی وہ ابتدا میں کیا کرتے تھے۔ ناظرین میں سے جو اصحاب خود اخبار خوانی کی عادت نہیں رکھتے وہ ایسے
احباب سے دریافت کر سکتے ہیں جو باقاعدہ طور اخبار پڑھنے کے عادی ہیں اور اُن کو معلوم ہوگا کہ
تقسیم بنگالہ کی نسبت گورنمنٹ کی طرف سے قطعی طور پر مایوسی کا جواب مل چکا تھا۔

اگرچہ ظاہری طور پر کوئی اُمید نہیں تھی کہ بنگالہ کے بارے میں جو پہلے حکم جاری کیا گیا تھا اُسکی
کوئی ایسی ترمیم کیجاویگی جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی۔ مگر ممکن نہیں تھا کہ خدائے تعالیٰ کے
مُنہ کی بات ٹل جاوے۔ وہ اپنی ہستی اور اپنے علم اور اپنی قدرت کا ثبوت دینے کیلئے ہمیشہ ایسے امور کی
خبر دیتا ہے جو ظاہری نظر میں انہونے ہوتے ہیں چنانچہ اس موقعہ پر بھی اُسنے ایسا ہی کیا اور جب پورے طور پر دنیا
کو مایوسی ہو چکی اُسوقت اُسنے اپنی بات کو پورا کر دیا اور پورا بھی ایسے طور پر کر دیا کہ ایک دنیا کو حیرت میں ڈالدیا۔
اُسنے اپنی بات کو پورا کرنیکے لیئے ایک بڑے عظیم الشان بادشاہ کے دل میں یہ تحریک پیدا کی کہ وہ سابق
دستور اور رسم کے برخلاف ہندوستان کے بادشاہوں کے پرانے پایۂ تخت دہلی میں اپنی تاجپوشی کا جشن منائے
اور جب وہ دربار کر چکا اور ساری رسمیں ادا کر چکا اور اُس کا نائب السلطنت اُسکی طرف سے بڑی بڑی انعامات
کا اعلان کر چکا اور قریب تھا کہ وہ شاہی جلسہ ختم ہو اُس وقت وہ بادشاہ اپنے تخت کے سامنے کھڑا ہوا
اور خدائے تعالیٰ نے اُس کی زبان کو ایک ایسا اعلان کرنیکے لیئے گویا کیا جس کو سُنکر نہ صرف اس عظیم الشان
دربار کے حاضرین دنگ رہ گئے بلکہ جب وہ اعلان انگلستان کے دار الخلافہ لنڈن میں پارلیمنٹ کے ممبروں کے
سامنے سنایا گیا تو وہ ممبر بھی اُس اعلان کو سُنکر چونک اُٹھے اور جب یہ خبر ہندوستان میں شائع ہوئی تو کُل
ہندوستان کے لوگ اسکو سُنکر سکتہ کے عالم میں ہو گئے۔ اور جب یہ خبر بنگالیوں کے کان میں پہنچی تو اُنہوں نے بلا اختیار
خوشی کے نعرے بلند کیئے۔ جو اعلان ملک معظم نے ۱۲۔ دسمبر کو کیا وہ یہ تھا کہ آج سے بجائے کلکتہ کے یہ شہر جس میں انگلستان کا
بادشاہ اسوقت کھڑا ہوں ہندوستان کا پایۂ تخت ہوگا اور تقسیم بنگالہ میں یوں ترمیم کیجائیگی کہ مشرقی بنگال اور مغربی
بنگال دونوں کا ایک گورنر ہوگا۔ اور بہار۔ ناگپور۔ اوڑیسہ کے علاقے* ملا کر ایک علیحدہ صوبہ ہوگا اور آسام† میں چیف
کمشنر ہوگا۔ یہ وہ اعلان ہے جس سے خدائے تعالیٰ نے اپنے اُس وعدہ کو پورا کیا کہ تقسیم بنگالہ کے بارے میں اب بنگالیوں کی دلجوئی
ہوگی۔ وہ دن سلسلہ احمدیہ کیلیئے عید کا دن تھا کیونکہ اُس دن خدائے تعالیٰ نے اپنے مُرسل مسیح موعود علیہ السلام

* یہ علاقے پہلے مغربی بنگال میں شامل تھے۔
† یہ علاقہ پہلے مشرقی بنگال کے ساتھ شامل تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن شریف کی ایک پیشگوئی ۲

(سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو گذشتہ نمبر)

اس مضمون کے پہلے حصہ میں یہ دکھایا گیا تھا کہ قرآن شریف میں صرف یہی ایک پیشگوئی نہیں کہ رومی سلطنت مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب ہو جائے گی جیسا کہ مسیحی صاحبان کا خیال ہے بلکہ قرآن شریف پیشگوئیوں سے لبریز ہے اور قرآن شریف میں مکی سورتیں جو ابتدائے اسلام میں نازل ہوئیں عظیم الشان اور حیرت انگیز پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں کہ کوئی انسان اُن حالات کے ماتحت ایسی پیشگوئیاں شائع نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے اسکو اطلاع نہ دی جاتی۔ مَیں ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اُن پیشگوئیوں پر غور کریں جو مَیں بطور نمونہ پہلے حصہ میں نقل کر چکا ہوں پھر اُن حالات کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے لائیں جن حالات کے ماتحت یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ آیا اُن حالات کے ماتحت ایک انسان کی طاقت میں تھا کہ ایسے عجیب اور بعید از قیاس و وہم امور کی قبل از وقت خبر دیتا۔ مثلاً کیا اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خدائے تعالیٰ سے علم حاصل کرنے

کے کئی سال پہلے یہ خبر دے سکتے تھے کہ ایک وقت آنے والا ہے جبکہ مکّہ کے مغرور دشمن جن کو اپنی طاقت اور جتھے کا اس قدر گھمنڈ ہے انہی غریب اور معدودے چند مسلمانوں کے ہاتھ سے جو اس وقت طرح طرح کی اذیتیں اُٹھا رہے ہیں اور جنکو اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح سر چھپانے کے لیئے جگہ نہیں ملتی سخت ہزیمت اُٹھائیں گے اور پیٹھ دیکر بھاگیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنْتَصِرٌ ۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۔ (کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں۔ یہ جماعت شکست کھائیگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔ اس پیشگوئی کی پوری عظمت اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب انسان اُن حالات کا مطالعہ کرے جن حالات کے ماتحت اس پیشگوئی کا اعلان کیا گیا۔ اگر ناظرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی کے حالات پر غور کریں گے تو اُن کو اس بات کے قبول کرنے میں ذرا بھی تامّل نہ ہوگا کہ بے شک ایسے حالات میں اس قسم کی پُر شوکت اور عجیب و غریب پیشگوئی کا شائع کرنا ایک انسان کی طاقت سے بالکل بالاتر تھا۔

ان پیشگوئیوں میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ اُن میں نہ صرف آیندہ کی خبریں کئی سال پیشتر بیان کی گئی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ ایک ایسی ہستی کا قول ہے جو عالم الغیب ہے بلکہ یہ پیشگوئیاں اپنے اندر ایک شوکت اور جلال رکھتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایسی ہستی کا کلام ہیں جو نہ صرف عالم الغیب ہے بلکہ قدرت بھی رکھتا ہے اور اُس میں یہ طاقت ہے کہ متکبروں کی گردن کو توڑ دے اور کمزوروں کو زبردستوں پر غلبہ عطا فرماوے۔ ان پیشگوئیوں نے سچا ہو کر صرف یہی ثابت نہیں کیا کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ عالم الغیب خدائے تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ خدا اسلام کا حامی تھا اور اسلام کے دشمنوں کا دشمن تھا۔ ان پیشگوئیوں نے پورا ہو کر دکھا دیا کہ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور آپکا مددگار و معاون ہے اس لیئے آپ ایک سچے نبی ہیں اور آپکے دشمن جھوٹے ہیں:

اب چونکہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور جن واقعات کی یہ خبر دیتی تھیں وہ

واقع ہو چکی ہیں اس لیئے آجکل قرآن شریف کے پڑھنے والے جلدی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھ جاتے ہیں اور اُن کے دل میں صرف یہی خیال گذرتا ہے کہ یہ تاریخی واقعات کا بیان ہے۔ بے شک ان میں تاریخی واقعات کا ہی بیان ہے مگر جس امر کو لوگ نظر انداز کر جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ تاریخی واقعات وقوع کے بعد قلمبند نہیں کیئے گئے جیسے عام تاریخ کی کتابوں میں ہوتا ہے بلکہ یہ تاریخی واقعات وقوع سے پہلے مکّہ میں ایسے وقت میں قلمبند اور شائع کیئے گئے تھے جب کہ اُن واقعات کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا بلکہ اُن کا وقوع محال سمجھا جاتا تھا اسی لیئے مشرکین مکّہ ان آیات کو سن کر ہنسی اُڑاتے تھے اور حقارت کی نظر سے دیکھکر کہتے تھے کہ کیا تمہارا جتھا زبردست ہے یا ہمارا اور دونوں فریق میں سے کونسا فریق طاقتور ہے اور کونسا اچھی حیثیت رکھتا ہے اور طعنہ دیکر پوچھتے کہ ان دھمکیوں کا وجود کب اور کس زمانہ میں ہوگا۔ ان پیشگوئیوں کی عظمت سمجھنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ انسان اُس زمانہ کے حالات کا نقشہ اپنے سامنے لائے اور پھر ان پیشگوئیوں پر غور کرے کہ کیا اُس زمانہ میں ایک کمزور انسان کے لیئے یہ ممکن تھا کہ اپنے زبردست دشمنوں کی ہلاکت اور تباہی کی ایسے پُرزور الفاظ میں کئی سال پہلے خبر دے۔

پادری صاحبان کا گمان ہے کہ قرآن شریف میں ایک ہی پیشگوئی ہے یعنی غُلِبَتِ الرُّومُ کی پیشگوئی حالانکہ قرآن شریف میں جو گذشتہ انبیاء کے حالات بیان کیئے گئے ہیں وہ بھی پیشگوئیاں ہی ہیں۔ مثال کے طور پر مَیں حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان پیش کرتا ہوں آپ کا بیان ان الفاظ کے ساتھ شروع ہوتا لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ یعنی یوسف علیہ السلام اور آپکے بھائیوں کے حالات میں سوال کرنے والوں کے لیئے یعنی حق کی جستجو کرنیوالوں کے لیئے ایک نہیں بلکہ کئی نشان ہیں۔ اور جب خدائے تعالیٰ اس بیان کو ختم کرتا ہے تو فرماتا ہے

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ یعنی جو کچھ ہم نے اس سورہ میں بیان کیا ہے یہ غیب کی باتیں ہیں جو بذریعہ وحی تجھ پر ظاہر کرتے ہیں۔ یہ سورہ کریمہ مکہ میں نازل ہوئی اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائیوں کی نسبت بیان کیا گیا ہے وہ آن آنے والے امور کا ایک نقشہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بھائیوں قریش کے مابین واقع ہوئے۔ چنانچہ جیسا یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کی عداوت کی وجہ سے ایک ویرانہ کے اندر ایک تاریک اور سنسان کوئیں میں رہنا پڑا ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بھائیوں یعنی قریش کی دشمنی کے سبب تین ۳ دن جنگل میں ایک ہیبت ناک غار کے اندر رہنا پڑا۔ پھر جس طرح یوسف علیہ السلام اس گڑھے سے نکل کر ایک دور کے شہر میں پہنچے اور وہاں خدائے تعالیٰ نے انکو عزت اور عظمت بخشی یہانتک کہ ایک ملک کے اختیارات آپ کو دیئے گئے اور آخر آپ کے بھائی عاجز ہو کر آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے اور آپ نے نہایت فراخ دلی سے اپنے بھائیوں کے قصوروں کو معاف فرمادیا ہو بہو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ آپ اس غار سے نکلکر ایک دور کے شہر میں پہنچے اور وہاں خدائے تعالیٰ نے آپ کو حشمت و جبروت عطا فرمایا اور آپ کا اقتدار اس حد تک پہنچا کہ کل ملک عرب کے آپ بادشاہ ہو گئے اور آپ کو خداوند تعالیٰ نے اس قدر طاقت بخشی کہ جب فتح مکہ کے دن ابوسفیان نے شہر سے باہر آپ کے لشکر کو اپنے سامنے سے پرّہ باندھ کر گذرتے ہوئے دیکھا تو وہ ششدر رہ گیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو آپ کے پاس کھڑے تھے حیران ہو کر کہنے لگا کہ تیرے بھتیجے کی سلطنت ایک عظیم سلطنت ہے اور آخر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح آپ کے بھائیوں یعنی قریش نے ہاتھ باندھ کر عاجزی سے آپ سے اپنے تمام گذشتہ جرموں کی معافی مانگی

اور آپ نے اس یوسفی مماثلت کی طرف اور اسی سورہ شریفہ کی عظیم الشان پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں تم کو وہی جواب دیتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا یعنی یہ کہ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ آج میں تمھیں کوئی ملامت نہیں کرتا۔ خدائے تعالیٰ تمھاری خطاؤں کو معاف کرے گا اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے اور فرمایا کہ تم جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ یعنی اس سزائے موت سے جس کے تم بوجہ اپنی تعدیوں اور خونریزیوں کے مستحق تھے تم کو آزاد کیا جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اُن واقعات کا جو سورہ یوسفؑ کے نزول کے بعد آپ کو پیش آئے حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے حالات سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو صاف اُن کی باہمی مماثلت ظاہر ہو جاتی ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جو حالات قرآن شریف میں بیان کیئے گئے ہیں وہ بطور پیشگوئی کے بیان فرمائے گئے ہیں یعنی وہ غیب کی باتیں تھیں جو بذریعہ وحی آپ پر ظاہر کی گئیں اور اس لیئے اس بیان میں حق کے طالبوں کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات میں جن امور میں مماثلت پائی جاتی ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جیسا حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسی ملک میں قیام اختیار کیا جس میں کہ وہ جنگل کے گڑھے سے نکل کر پہنچے تھے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دار الہجرت کو ہمیشہ کے لیئے اپنا قیام گاہ بنا لیا اور فتح مکہ کے بعد بھی آپ نے مدینہ میں ہی انصار کی جماعت کے ساتھ رہنا پسند فرمایا ؛

یہ دکھا کر کہ پادری صاحبان کا یہ خیال غلط ہے کہ قرآن شریف میں صرف ایک ہی پیشگوئی ہے کیونکہ اس میں ایک عظیم تعداد پیشگوئیوں کی ہے۔ اب میں اُس پیشگوئی کی طرف رجوع کرتا ہوں جس کی تردید میں انھوں نے ناخنوں تک

قرآن شریف میں بکثرت پیشگوئیاں ہیں

زور لگایا ہے۔ یعنی الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ (ترجمہ) مَیں ہوں اللہ جاننے والا سلطنت روم قریب کی زمین میں مغلوب ہو چکی ہے مگر مغلوب ہونے کے بعد وہ پھر غالب ہونگے۔ دس سال کے عرصہ میں۔ مسیحیوں کا بڑا اعتراض جو اس پیشگوئی پر کیا گیا ہے یہ ہے کہ یہ پیشگوئی صرف اٹکل کی بنا پر کی گئی۔ مَیں پوچھتا ہوں کیا وہ پیشگوئیاں جو کثرت سے قرآن شریف میں پائی جاتی ہیں سب کی سب اٹکل کی بنا پر ہی کی گئیں۔ اگر سب اٹکل کی بنا پر کی گئی تھیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ سب کی سب سچّی ثابت ہوئیں۔ وہ سب کی سب ایسے وقت میں کی گئیں جبکہ اُن کے پُورا ہونے کا کوئی سامان موجود نہ تھا بلکہ ہر ایک سامان اُنکے برخلاف موجود تھا۔ مثلاً کیا ابتدائی مکّی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے یہ اعلان کرنا سوائے وحی الٰہی کے ممکن تھا کہ میرے پیرو اس سرزمین کے وارث ہونگے اور اسلام کے دشمن نیست و نابود کیئے جائیں گے۔ ایسی پیشگوئی سوائے ایک نبی کے کون کرسکتا تھا؟ یہ خدا کا ہی کلام تھا اور خدائے تعالیٰ کے ہی زبردست ہاتھ نے اس کو پُورا کیا۔ ....

.... مخالفوں نے سرتوڑ کوششیں کیں کہ ان پیشگوئیوں کو پورا ہونے سے روکیں۔ مگر باوجود اُن کی سخت کوششوں کے خدائے تعالیٰ کے مُنہ کی باتیں پوری ہوئیں۔ ان پیشگوئیوں کے متعلق ایک عجیب بات یہ ہے کہ نہ صرف شائع ہونے کے وقت ان کو حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھا جاتا تھا بلکہ جب عین پُورا ہونے کا وقت آگیا۔ اُسوقت تک بھی کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہونگی مثلاً جیسا سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ کی پیشگوئی شائع ہونے کے وقت عجیب تھی ایسا ہی یہ عجیب طور سے خلاف اُمید پوری ہوئی۔ کیونکہ جب بدر کے میدان میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا اُس وقت بھی کوئی شخص یہ رائے نہیں لگا سکتا

تھا کہ ۳۱۳ بے ساز و سامان غریب مسلمانوں کے ہاتھ سے ایک ہزار مسلح بہادر شکست کھائیں گے اور اپنے سرداروں کو کھیت میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اسی طرح جنگ احزاب کے وقت جب جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ کی پیشگوئی پوری ہوئی اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ وہ عرب کے قبیلوں کا ٹڈی دل جس نے ایک سمندر کی طرح صرف ۶۰۰ مسلمانوں کا احاطہ کر لیا تھا وہ ناکام و نامراد ہو کر شہر کو خالی چھوڑ رات کے وقت بھاگ جائیگا۔ غرض جیسے شائع ہونے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بعید از قیاس تھیں ایسا ہی جب وہ پوری ہوئیں اُس وقت اُن کا پُورا ہونا بھی خلاف امید ہی تھا۔ مگر تعجب ہے تو اس بات کا ہے کہ باوجود ایسی خلاف اُمید ہونیکے وہ ہمیشہ سچی ہی نکلیں۔ جو حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری پیشگوئیوں کا ہے وہی غُلِبَتِ الرُّومُ والی پیشگوئی کا حال ہے۔ جس وقت مکہ معظمہ میں اس پیشگوئی کا اعلان ہوا اُس وقت رومی سلطنت کی حالت ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ رومی سلطنت کبھی غالب آئے گی اور اس پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد بھی کئی سال تک رومی سلطنت کی حالت روز بروز بدتر ہوتی گئی اور جب یہ پیشگوئی پوری ہوئی اُس وقت بھی وہ بالکل اُمید کے برخلاف پوری ہوئی جس کو دیکھکر کُل دنیا دنگ رہ گئی۔ اور نہ صرف اُس وقت دنیا رومیوں کی فتح کو دیکھکر حیرت زدہ ہوئی بلکہ اب تک مؤرخ اس عقدہ کو حل نہیں کر سکے چنانچہ جیسا کہ میں انشاءاللہ تعالیٰ ابھی دکھاؤں گا دنیا کے مؤرخ اس کو ایک لاینحل تاریخی معمہ قرار دیتے ہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے پورا کرایا جس کی زندگی کے حالات قبل و بعد فتح اس قسم کے تھے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا شخص ایسے ابتر حالات کے ماتحت ایران کے شہنشاہ کی افواج کو شکست دے سکتا تھا ؎

اس پیشگوئی کی تحقیق کرنے کے لئے اوّل امر قابل دریافت یہ ہے کہ یہ پیشگوئی کب شائع کی گئی۔ اس امر کا پتہ خود اس پیشگوئی کے اپنے الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ یعنی قریب کی زمین میں سلطنت روم مغلوب ہو چکی ہے۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کا اعلان اُس وقت کے بعد ہوا جب رومیوں کو ملک کنعان میں جو رومی سلطنت کا قریب ترین علاقہ تھا ایرانیوں کے ہاتھ سے شکست ملی۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شکست ۶۱۵ء میں واقع ہوئی کیونکہ اسی سال ایرانی فوج نے ملک فلسطین کو فتح کیا اور شہر بیت المقدس کو غارت کیا ملاحظہ ہو ہسٹوریئنز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۷ صفحہ ۷ اس خبر کو مکہ معظمہ تک پہنچنے میں کچھ وقت لگنا چاہیئے تھا کیونکہ اُس زمانہ میں سفر کی موجودہ آسانیاں اور پیغام رسانی کے موجودہ ذرائع موجود نہ تھے۔ اور عرب کے ریگستان کو طے کرکے کچھ عرصے کے بعد یہ خبر مکہ میں پہنچی ہوگی اور پھر متواتر خبروں کے آنے کے بعد اہل مکہ نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہوگا۔ اور چونکہ پیشگوئی زیر بحث مکہ میں اس خبر کے عام طور پر شائع ہو جانے کے بعد شائع کی گئی اس لئے غالباً اس کا نزول ۶۱۵ء کے بعد ۶۱۶ء میں ہوا ہوگا۔ یعنی ہجرت سے قریباً ۶ سال پہلے کیونکہ ہجرت جون ۶۲۲ء میں واقع ہوئی۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر بحث کا نزول ہجرت سے ۵ سال پہلے ہوا۔ اور تاریخ بھی اس روایت کی تائید کرتی ہے کیونکہ یہ زمانہ فتح بیت المقدس کے زمانہ کے قریب ہے۔ مگر اگر اس روایت کو تسلیم نہ بھی کیا جاوے (اگرچہ اس کے تسلیم نہ کرنے کی ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں) پھر بھی زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس پیشگوئی کا نزول ہجرت سے قریباً ۶ سال پہلے ہوا۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہجرت سے ۵ یا ۶ سال قبل رومیوں کی کیسی حالت تھی۔ جب ایرانیوں نے ملک کنعان کو فتح کیا اور شہر بیت المقدس

(یروشلم) کی اینٹ سے اینٹ بجائی تو یہ انکی آخری فتح نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی انہوں نے اپنی فتوحات کو جاری رکھا اور برابر رومیوں کو اپنے پاؤں کے تلے روندتے رہے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت جو اہل روم کی حالت تھی اُس کو خود ایک دشمن اسلام کی زبان سے بیان کیا جائے۔ سیل مترجم قرآن اس آیۂ کریمہ پر نوٹ دیکر لکھتا ہے "ایرانیوں کو نقصان پہنچانا تو کجا اُس وقت اتنی بھی اُمید نہ تھی کہ اہل روم اپنے ہی نقصان کی کچھ تلافی کر سکیں چنانچہ اس کے بعد ایرانیوں نے اور بھی بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں اور آگے آگے قدم بڑھاتے گئے اور آخر کار خود قسطنطنیہ (دار الخلافہ سلطنت روم) کا محاصرہ کر لیا" سیل کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس وقت کوئی اُمید باقی نہ تھی کہ اہل روم ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ گبن جس نے سلطنت روم کی ایک مفصل اور معتبر تاریخ لکھی ہے اور جس سے بڑھکر اس مضمون کے متعلق کسی کی رائے مؤرخانہ رنگ سے زیادہ قابل وقعت نہیں ہو سکتی یہ نامی گرامی مؤرخ بھی اپنی مشہور تاریخ میں اس پیشگوئی کا ذکر کرتا ہے اور اُس کی رائے اس کی نسبت یہ ہے:- "جب یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ اُس وقت ایسی حالت تھی کہ کسی پیشگوئی کا پورا ہونا اس سے زیادہ بعید نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ہرقل شاہ روم کے عہد حکومت کے پہلے ۱۲ سال (یعنی سنہ ۶۱۰ء سے سنہ ۶۲۲ء تک) سلطنت کے لیئے سخت تباہی کے سال تھے جن سے ظاہر ہو رہا تھا کہ عنقریب یہ سلطنت بالکل نابود ہو جائے گی" ان راؤں سے ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹکل سے پیشگوئی کرتے تو آپ بجائے رومیوں کی فتح کے رومیوں کی تباہی کی پیشگوئی کرتے کیونکہ اُس وقت سب طرف سے سلطنت روم کی تباہی کے نشان ظاہر ہو رہے تھے اور کوئی عقلمند ان نشانات کو دیکھکر یہ نہیں کہ سکتا تھا کہ رومی غالب آئیں گے۔ اُس وقت سلطنت روم کی تباہی بالکل قریب نظر آتی تھی۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی گیارھویں (آخری) ایڈیشن۔ جلد ۱۳۔ صفحہ ۳۱۰ میں ہرقل کی نسبت جس کے ذریعہ سے خدائے تعالیٰ

نے اس پیشگوئی کو پورا کیا لکھا ہے کہ اُس نے سلطنت روم کو ’’قریبًا یقینی تباہی‘‘ سے بچا لیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ جب پیشگوئی زیر بحث کا اعلان کیا گیا اُسوقت سلطنت کی تباہی ’’قریبًا یقینی‘‘ تھی۔ ناظرین غور فرماویں جب مؤرخین کی رائے میں پیشگوئی کے اعلان کے زمانہ میں سلطنت روم کیحالت ایسی خستہ ہوگئی تھی کہ اہل الرائے کے نزدیک اس سلطنت کا بے نام ونشان ہوجانا قریبًا یقینی ہوگیا تھا تو اس وقت یہ کس طرح اُمید ہوسکتی تھی کہ ایسی حالت میں وہ نہ صرف تباہی سے بچ جائے گی بلکہ اپنے زبردست دشمن پر غالب آکر اُس کی گردن کو توڑ دے گی۔ غرض ناظرین یہ دیکھ سکتے ہیں کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری پیشگوئیاں ایسے وقت میں شائع کی گئیں جب کہ اُن کے پورا ہونے کی کسی متنفس کو اُمید نہ تھی بلکہ حالات سے یہ ظاہر ہورہا تھا کہ یہ پیشگوئیاں ضرور خطا جائیں گے۔ ایسا ہی یہ پیشگوئی بھی ایسے حالات میں شائع کی گئی جب کہ کوئی شخص یہ رائے نہیں دے سکتا تھا کہ رومی غالب آجائیں گے بلکہ روم کی حالت ایسی تباہ وخستہ تھی کہ سب کے نزدیک یہ امر قریبًا یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا کہ دشمن کو شکست دینا تو کیا اب خود اس سلطنت کا خاتمہ ہونیوالا ہے اور وہ وقت نہایت قریب ہے کہ اس کا نام ونشان صفحہ ہستی پر سے مٹا دیا جاوے۔ ناظرین۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا ایسے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیشگوئی کرنا کہ اگرچہ اب رومی شکست پر شکست کھا رہے ہیں مگر دس سال کے عرصہ کے اندر یہ پھر غالب آئیں گے اور ایرانی جو اس وقت فاتح اور غالب ہیں وہ مغلوب ومقہور ہوجائیں گے کیا ایسی پیشگوئی سوائے الٰہی سرچشمہ کے کسی اور جگہ سے نکل سکتی تھی۔ مگر افسوس ہے اسلام کے اندھے دشمنوں پر جو کہتے ہیں کہ آپنے یہ پیشگوئی محض قیاس اور اٹکل کی بنا پر شائع کردی۔ قیاس تو اس وقت یہ چاہتا تھا کہ سلطنت روم نابود ہوجائے گی۔ نہ یہ کہ وہ پھر غالب ہوجائے گی۔ جب اس پیشگوئی کا مکّہ معظمہ کے مبارک شہر سے اعلان کیا گیا اُس وقت ایرانیوں

کی فتوحات کا سلسلہ متواتر جاری تھا اور اُن کی افواج ہر روز آگے قدم بڑھاتی جاتی تھیں اور اُن کو دھڑا دھڑ فتح حاصل ہو رہی تھی اور رومیوں کی ساری طاقت اور سکت جاتی رہی تھی اُن میں ذرا بھی تاب مقابلہ باقی نہ رہی تھی۔ اس پیشگوئی کے بعد متواتر چھ سال تک اُنکی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور رومی اُنکے ہاتھ سے ہر روز نئی شکست اُٹھاتے رہے یہاں تک کہ ایک طرف ایرانی ملک کو فتح کرتے ہوئے دریائے نیل تک پہنچ گئے اور دوسری طرف اُن کی فوجوں نے اُس سمندر کے کنارے جا کر ڈیرے لگائے جس کے دوسرے ساحل پر قسطنطنیہ دارالخلافہ روم واقع تھا۔ اگر ناظرین اُس وقت کی رومی بے کسی کا اندازہ لگانا چاہیں تو وہ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آخر خود ہرقل جس کے ہاتھوں سے آخر خدائے تعالےٰ نے اپنی پیشگوئی کو پُورا کیا ایسا لاچار اور مایوس ہو گیا کہ اُس نے ارادہ کر لیا کہ اپنے دارالخلافہ سے بھاگ جائے۔ ناظرین یہ ہرقل جو اب اپنے پایۂ تخت کو چھوڑ کر بھاگنے کے لیئے تیار ہو گیا یہ کون شخص تھا۔ یہ رومیوں کا شہنشاہ تھا جو قیصر کے فاخرانہ خطاب سے اپنے نام کو مزین رکھتا تھا مگر اس قیصر روم کی جان ایسی ناک میں آ گئی اور اسکی حالت ایسی خطرناک بلکہ قابل رحم ہو گئی کہ اس نے مجبور ہو کر یہ ٹھان لیا کہ میں اپنے پایۂ تخت کو چھوڑ کر بھاگ جاؤں اور یہ بات صرف ارادہ تک ہی محدود نہ رہی بلکہ فی الواقعہ اُس نے بھاگنے کے لیئے ساری تیاری بھی کر لی اور اپنا سارا مال واسباب وخزائن وجواہر جہازوں میں بھر دیئے اور خود تیار تھا کہ اپنے بیوی بچّوں سمیت اُن جہازوں میں سوار ہو کر افریقہ کے ایک دُور دراز شہر کی طرف بھاگ جائے جس کا نام کارتھیج تھا اور جہاں اُسکو اُمید تھی کہ ایرانی سپاہی نہیں پہنچ سکیں گے۔ جب شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ ہمارا بادشاہ ہمیں ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر جا رہا ہے تو انہوں نے سخت الحاح کے ساتھ اُس سے التجا کی کہ وہ اس طرح انہیں دشمن کے ہاتھ میں نہ چھوڑے۔ اور شہر کے اسقف اعظم نے شہنشاہ پر بڑا زور دیا کہ وہ اپنے منحوس ارادہ سے

باز آجائے۔ آخران التجاؤں نے بادشاہ پر اثر کیا اور اُس نے وعدہ کیا کہ میں اپنی رعایا کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اب وقت آگیا کہ خدا کی بات پوری ہو اور اہل روم شکست پر شکست کھانے اور ذلّت کے انتہائی درجہ تک پہنچنے کر بعد اپنے خونخوار دشمنوں پر غالب ہوں۔ اب رومی سلطنت کی تباہی اپنے آخری نکتہ تک پہنچ چکی تھی اور ذلّت کا کوئی ایسا درجہ نہیں تھا جو باقی رہ گیا ہو۔ بھلا اس سے زیادہ کیا ذلّت ہو سکتی ہے کہ رومی سلطنت کا شہنشاہ اپنے پایۂ تخت کو ہمیشہ کے لیئے خیرباد کہکر بھاگ جانے کے لیئے آمادہ ہو جاوے۔ خدائے تعالیٰ نے یہ اس لیئے کیا تا کہ اُس کی پیشگوئی کی عظمت دنیا پر ظاہر ہو جس سلطنت کو اُس نے فتح دینے کا وعدہ فرمایا تھا پہلے اُس نے اُس کو ذلّت اور تباہی کے انتہائی نکتہ پر پہنچا دیا تا کوئی شخص بعد میں یہ نہ کہے کہ یہ پیشگوئی رومیوں کی ظاہری حالت پر قیاس کرکے اور فتح کے نشانات دیکھکر شائع کی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے اوّل رومیوں کو ذلّت و رسوائی کے گہرے گڑھے میں گرا دیا اور اُس کے بعد اُن کا ہاتھ پکڑا اور اپنی قدرت کا ایک کرشمہ دکھاکر رومیوں کو ایرانیوں پر غالب کر دیا۔ جب خدائے تعالیٰ نے رومیوں کی دستگیری کی اُس وقت وہ رنگارنگ کے مصائب میں گرفتار تھے۔ ایک مصیبت تو یہ تھی کہ ایرانی اُنکے ملک کے ایک بڑے حصہ کو نہ صرف فتح کرچکے تھے بلکہ اُنھوں نے اُنکے ملک کو پامال کر دیا تھا اور اُس کی ساری دولت لُوٹ لی تھی۔ دوسری مصیبت یہ تھی کہ پہلے دارالسلطنت روم میں غلہ ملک مصر سے پہنچا کرتا تھا۔ اب چونکہ ایرانیوں نے مصر کا ملک بھی فتح کرلیا تھا اس لیئے قسطنطنیہ میں غلہ پہنچنا بند ہوگیا اور لوگ سخت قحط کی مصیبت میں گرفتار ہوگئے۔ قیصر کی حالت ایسی زار تھی کہ اُس نے شاہ ایران کے پاس متواتر اپنے ایلچی بھیجکر یہ درخواست کی کہ آپ میری رعایا پر رحم کریں اور میری طرف سے خراج قبول کرکے میری رعایا کو اس مصیبت سے رہائی بخشیں۔ مگر کسرائے ایران نے ایسی التجا کا جواب دھمکیوں اور حقارت آمیز الفاظ کے ساتھ دیا اور

بعض اوقات نفرت کے ساتھ اپنا مُنہ پھیر لیا اور کچھ جواب دینا پسند نہ کیا (دیکھو گبن کی تاریخ روم ۔ جلد ۵) ایک دفعہ جب کسریٰ کے ایک جرنیل نے ہرقل کی حالت پر رحم کھا کر یہ تجویز پیش کی کہ میں صلح کرکے معافی حاصل کرنے کی کوشش کروں گا تو ہرقل نے اس تجویز کو نہایت شکرگذاری کے ساتھ قبول کیا اور تین شہر کے معزز عہدہ داروں کے ذریعہ معافی اور صلح کا خواستگار ہوا مگر جب ان قاصدوں کو لیکر کسریٰ کا جرنیل اپنے بادشاہ کے دربار میں پہنچا ۔ تو اس مغرور بادشاہ نے اپنے جرنیل کو مخاطب ہوکر کہا کہ " بجائے اس کے کہ ہرقل کے سفیر تو میرے حضور پیش کرتا تجھے چاہیئے تھا کہ خود ہرقل کو بیڑیوں اور زنجیروں میں تیار کرکے میرے سامنے پیش کرتا ۔ میں رومیوں کے بادشاہ کو امن نہیں دوں گا جب تک کہ وہ اپنے مصلوب خدا کو چھوڑ کر آفتاب کی پرستش اختیار نہ کرے " اس سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قیصر روم کی ذلت کس حد تک پہنچ چکی تھی ؛

قیصر روم کا دشمن صرف ایران کا شہنشاہ ہی نہ تھا بلکہ جیسا مشرق کی طرف سے ایرانیوں نے قیصر کا دم ناک میں کر رکھا تھا ایسا ہی ایک دشمن مغرب کی طرف سے قیصر روم کی بیخکنی پر تُلا ہوا تھا ۔ یہ مغربی دشمن آوار کی قوم تھی جنکی آنکھیں ہمیشہ قسطنطنیہ کی دولت پر لگی رہتی تھیں ۔ گبن لکھتا ہے کہ " ملک شام مصر اور ایشیائی صوبے تو ایرانی افواج نے دبا لیئے تھے اور سلطنت روم کا وہ حصہ جو یورپ میں تھا وہ قوم آوار کی تاخت و تاراج کا میدان بنا ہوا تھا مثلاً یو نیا کے مقدس میدان میں جسقدر گرفتار ہوئے اُن کو سرد مہری کے ساتھ قتل کیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا اور نہایت ہی شریف خاندان کی عورتوں کو وحشی سپاہیوں نے ذلیل کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس طرح ہر طرف سے ہرقل کا محاصرہ ہو رہا تھا اور اُس کو ذلیل کیا جا رہا تھا ۔ اور رومی سلطنت صرف قسطنطنیہ کی چار دیواری تک محدود تھی صرف چند صوبے مثلاً یونان ۔ اٹلی وغیرہ کا باقیماندہ حصہ اور ایشیائی ساحل کے چند شہر سلطنت روم

میں باقی رہ گئے تھے۔ مصر کے مفتوح ہو جانے کے بعد دار السلطنت قسطنطنیہ قحط اور وبا کا شکار بن گیا۔ اور قیصر روم میں اب چونکہ مقابلہ کی تاب نہ رہی تھی اور نہ اُس کو اب دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پانے کی کچھ اُمید باقی تھی اس لیئے اُس نے ارادہ کر لیا کہ کارتھیج کے زیادہ محفوظ مقام میں جا کر پناہ حاصل کرے"۔

اب میں اُن لوگوں سے جو اس پیشگوئی کو اٹکل بازی کا نتیجہ خیال کرتے ہیں سوال کرتا ہوں کہ کیا ایسے حالات میں کوئی شخص یہ قیاس کر سکتا تھا کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے؟

اب دیکھو کیسے عجیب طور سے خدا کا کلام پورا ہوا۔ رومیوں کو خدائے تعالیٰ نے ایسے وقت میں فتح دی جبکہ بقول سیل "فتح کی اُمید نہیں ہو سکتی تھی"۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہرقل نے ہر طرف سے ناکامی نامرادی۔ ذلت اور رسوائی دیکھکر یہ ارادہ کر لیا کہ اپنے پایۂ تخت کو چھوڑ کر کارتھیج کے زیادہ محفوظ مقام کی طرف بھاگ جائے اور اپنا سارا مال و متاع محل شاہی سے نکلوا کر جہازوں میں بھر دیا اور خود سوار ہونے کو تھا کہ شہر کے اسقف اعظم نے اُس کو روکا اور اُس سے یہ عہد لیا کہ میں اب اس شہر سے نہیں بھاگوں گا اور میرا جینا اور میرا مرنا اپنی رعایا کے ساتھ ہی ہوگا۔ اسوقت کے بعد خدائے تعالیٰ نے اس کے اندر ایک جوش کی روح پھونکی اور وہ باوجود اپنی حالت زار کے اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ ایرانیوں پر حملہ کرے۔ جب اُس نے ارادہ کیا اُس وقت اُس کی سلطنت بدترین حالت میں تھی۔ گبن اپنی تاریخ کے جلد ۵ میں لکھتا ہے کہ جب ہرقل نے ایک بہادر کی روح کو اختیار کیا اُس وقت اگر رومی سلطنت کے بچنے کی کوئی اُمید باقی تھی تو وہ صرف یہی تھی کہ شاید اتفاقی طور پر آسمان کی گردش میں کوئی ایسا تغیر واقع ہو جاوے کہ کسریٰ کے عروج و اقبال میں زوال آجائے اور رومیوں کی فلک ایسی یاوری کرے کہ اُنکے اقبال کا ستارہ جو غروب ہو چکا تھا پھر طلوع کرے کیونکہ اسوقت رومیوں کی حالت پستی کے پست ترین نقطہ تک پہنچ چکی تھی"۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۸) جب ہرقل نے ایرانیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اُسوقت اُسکو

سخت مصایب کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے پہلی مشکل جو ہرقل کے راستہ میں سدِ راہ تھی یہ
تھی کہ اُس کا شاہی خزانہ روپے سے بالکل خالی تھا۔ اور جنگ بغیر روپے کے
نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اُس کی رعایا میں یہ سکت تھی کہ روپے کے ساتھ اپنے بادشاہ
کی مدد کرے۔ اُس وقت اُس کی سلطنت میں اگر کہیں روپیہ نظر آتا تھا تو وہ مسیحی
گرجاؤں کا روپیہ تھا۔ کیونکہ اگرچہ ان لوگوں کو مسیح نے منع کیا تھا کہ روپیہ مت
جمع کرو کیونکہ دولتمند کے لیئے بہشت کے دروازہ میں سے گذرنا ایسا ہی محال ہے
جیسا کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا گذرنا محال ہے۔ مگر باوجود ایسی سخت ممانعت
کے اُس کی سلطنت میں صرف ایک ہی مقام تھا جہاں سے روپیہ ڈھیروں ڈھیر
مل سکتا تھا۔ اور وہ روپیہ مسیحی گرجاؤں میں تھا۔ اگرچہ ایسے خزانوں کا جمع کرنا
حضرت مسیح علیہ السلام کے حکم کی صریح نافرمانی تھی مگر یہ روپیہ ہرقل کے لیئے بہت
ہی کارآمد ہوا۔ اُس نے پادریوں کی خدمت میں التماس کی کہ یہ روپیہ مجھے جنگ
کی ضرورتوں کے لیئے قرض دیا جاوے۔ جنگ کے خاتمہ پر سود کے ساتھ میں اس روپیہ
کو واپس کر دونگا۔ گرجوں میں اس قدر روپیہ جمع تھا کہ صرف ایک اسکندریہ کے
گرجے میں سے اتنا روپیہ نکل آیا جو کل جنگ کے اخراجات کے لیئے کافی تھا۔ مگر اسکندریہ
کے پادری صاحب نے عاقبت اندیشی سے کام لیکر ظاہر نہ کیا کہ یہ گرجا کا روپیہ ہے بلکہ
یہ کہا کہ معجزانہ طور پر ایک عظیم خزانہ مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے اور اُس نے سونے کی مہروں سے
بھرے ہوئے پیپے نکال کر پیش کیئے اور کہا کہ یہ شہد کے پیپے تھے مگر خداوند مسیح
کی معجزانہ طاقت سے یہ شہد سونے کی مہروں میں مبدل ہو گیا ہے۔ غرض ہرقل
نے روپیہ کی ضرورت کو اس طرح پورا کیا کہ مسیحی گرجا کے مقدس خزانے پادریوں
سے قرض لیئے اور وعدہ کیا کہ میں سود کے ساتھ یہ خزانے واپس کر دوں گا۔
چونکہ مسیحی سلطنت ایک مصیبت میں مبتلا تھی اس لیئے پادریوں کو بھی اس پر
رحم آیا اور انہوں نے اپنے خزانے بطور قرض کے دینے منظور کر لیئے ؛
دوسری مشکل جس کا ہرقل کو سامنا کرنا پڑا وہ قوم آوار کی مخالفت تھی۔ وہ

قسطنطنیہ کے لوٹنے کے لیے ہر وقت گھات میں لگے رہتے تھے اور ہرقل کو خوف تھا کہ میری عدم موجودگی میں ضرور میرے پایہ سلطنت پر حملہ کر کے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیں گے۔ اس کے روکنے کے لیے اس نے دو تجویزیں کیں۔ ایک یہ کہ دو زبردست قوموں کو اس علاقہ میں آباد کر دیا جو اس کے پایۂ تخت اور قوم آوار کے علاقے کے مابین واقع تھا اور اس طرح یہ دو قومیں دشمنوں کے حملوں کو روکنے کے لیے ایک انسانی دیوار کی طرح ہو گئیں اور دوسری تجویز یہ کی کہ آوار قوم کے سردار کو بہت سا روپیہ دیکر اس سے صلح کر لی۔

تیسری مشکل جو ہرقل کو پیش آئی یہ تھی کہ اس کے پاس تجربہ کار سپاہ نہ تھی جس کے ذریعہ وہ ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرے۔ اس لیے اس نے نئے آدمی بھرتی کیے اور سخت محنت اٹھا کر ان نئے آدمیوں کو جنگ کے قواعد سے آگاہ کیا۔ جس محنت سے اس نے اپنے ناتجربہ کار سپاہیوں کو قواعد جنگ سے آگاہ کیا اور ان کو عملی طور پر مشق کرائی اس امر کو اور نیز اس پہلی فتح کو جو اس نے ایرانیوں پر حاصل کی گبن مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ "ہرقل کی فوج اسس کے میدان پر اتری ہوئی تھی جس جگہ سکندر نے دارا کی افواج کو شکست دی تھی۔ اس میدان کے اردگرد سی لیسیا کے پہاڑ تھے جن کے ذریعہ یہ میدان نہ صرف محفوظ تھا بلکہ دشمن کی نظر سے چھپا ہوا تھا۔ اس میدان پر ہرقل نے باقی ماندہ پرانے سپاہیوں کی کاہلی اور بے ترتیبی کو درست کیا اور رنگروٹوں (نئے سپاہیوں) کو فوجی قواعد کی تعلیم دی اور مشق کرائی۔ ان کو اس نے بذاتِ خود ہتھیاروں کا استعمال اور میدان جنگ کے ترتب بڑی محنت سے سکھلائے سی لیسیا کا فوراً ایرانی افواج نے محاصرہ کر لیا۔ مگر ایرانی فوج کے سواروں نے کوہ طورس کے دروں میں سے گذرنے میں تامل کیا۔ اتنے میں ہرقل ایسی چال چلا کہ اچانک انکی پچھلی طرف آنکلا۔ اس وقت اس نے عمداً اپنی فوج کو ایسی بے ترتیبی میں ڈال دیا کہ اگرچہ اسوقت ایرانی ہرقل کی فوج پر حملہ نہیں کرنا چاہتے

تھے مگر اُس بے ترتیبی کو دیکھکر حملہ کر ہی دیا۔ اور جب وہ لڑائی کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اُس وقت زمین اور سورج اور دیگر حالات رومیوں کے موافق تھے اور ایرانیوں کے مخالف۔ رومیوں نے میدان جنگ میں ایسی چالاکیوں اور تدابیر سے کام لیا کہ ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی اور رومی غالب آ گئے اور ہرقل فتح اور ناموری کے ساتھ میدان جنگ سے روانہ ہو کر کوہ طورس کی بلندیوں پر چڑھ گیا اور کیپاڈوشیا کے میدانوں میں سے گذرتا ہوا دریا ہیلیس کے کنارہ پر اپنی فوج کو لے گیا"۔ بقول ہسٹورنیس ہسٹری آف دی ورلڈ (جلد ۷) یہ پہلی فتح ہرقل کو جنوری ۶۲۳ء میں حاصل ہوئی یعنی ہجرت سے قریباً ۶ ماہ بعد اور پیشگوئی غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے شائع ہونے سے ۶ یا ۷ سال بعد۔ اس طرح خدائے تعالیٰ کا وہ کلام پورا ہوا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد پھر دس سال کے عرصہ کے اندر ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ میں لفظ بضع ایسے عدد کو ظاہر کرتا ہے جو ۳ سے کم نہ ہو اور ۱۰ سے زیادہ نہ ہو۔ دیکھو لسان العرب جس میں لکھا ہے کہ البضع والبضع بالفتح والکسر ما بین الثلاث والعشر۔ اور پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق اسی عرصہ میں رومی ایرانیوں پر غالب ہوئے۔ میور بھی اس پیشگوئی کا ذکر اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ لفظ بِضْع ۳ سے لیکر ۹ تک کے لئے استعمال ہوتا ہے اور صریح الفاظ میں قبول کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "نتیجہ نے اس پیشگوئی کو سچا کر دیا" (دیکھو صفحہ ۱۱۹) ایسا ہی مشہور فرنچ مؤرخ بولین وِلیرس اپنی کتاب دائی ڈی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صفحات ۳۲۹ - ۳۴۴ میں بڑی زور سے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اپنی میعاد مقررکردہ میں پوری ہو گئی ؛

ہرقل کی پہلی فتح جو اس کو جنوری ۶۲۳ء میں حاصل ہوئی بہت سی عالیشان

فتوحات کا صرف ایک پیش خیمہ تھی۔ جس لڑائی کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں اس کو مؤرخ ہرقل کی پہلی مہم کہتے ہیں۔ اُس کے بعد اُس کی دوسری مہم شروع ہوتی ہے جو ۶۲۳ء سے لیکر ۶۲۵ء تک رہی۔ اس دوسری مہم کو گبن مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے "سپیو اور ہنی بل کے زمانہ سے لیکر کسی نے ایسی بہادرانہ مہم اختیار نہیں کی جیسی کہ ہرقل نے اپنے ملک کی نجات کے لیئے اختیار کی۔ پانچہزار منتخب سپاہیوں کے ساتھ ہرقل قسطنطنیہ سے روانہ ہوا (کیونکہ پہلی فتح کے بعد وہ خود اپنے پایۂ تخت کیطرف چلا گیا تھا) اور اپنی اُن فوجوں کو جمع کیا جنہوں نے جاڑے کا موسم علاقۂ پانٹس میں کاٹا تھا اور دریائے فےسس سے بحیرہ خزر تک اپنی رعایا اور اپنے مددگاروں کو اُکسایا کہ وہ قسطنطین اعظم کے جانشین کا ساتھ دیں۔ وہ میڈیا (علاقہ ایران) کے قدیمی دارالخلافہ تورس یا گنڈزاکا کی طرف بڑھا۔ ہرقل کے مقابلہ کے لیئے خود کسریٰ ۴۰ ہزار آدمیوں کے ساتھ ایک دُور دراز مقام سے دوڑا مگر جب ہرقل سامنے آیا تو ایران کا شہنشاہ کسریٰ اپنے قدموں پر واپس ہٹ گیا اور لڑائی کرنے سے گریز کر گیا۔ ہرقل سرعت کے ساتھ ملک کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور جب پھر جاڑے کا موسم آیا تو اُس نے اپنی فوج کو آرام دیا۔ اس کامیاب حملہ کے اثنا میں اُس نے ایرانیوں کی مشہور و معروف مقدس آگ کو بجھا دیا۔ مجوسیوں کے معبد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ خود کسریٰ کے بتوں کو (جس نے فرعونِ مصر کی طرح جاہ و جلال کے اعلیٰ معراج پر پہنچکر اپنے تئیں اپنی قوم کا معبود بنا دیا تھا) جلتی ہوئی آگ کے شعلوں کے حوالہ کر دیا اور شہر اُرمیا کو جو ایرانیوں کے نبی حضرت زردشت رحمۃ اللہ علیہ کا مولد تھا مسمار کر دیا اور اُس طرح اُس فتح کا ایک حد تک انتقام لیا جس میں ایرانیوں نے مسیحیوں کے مقدس شہر یروشلم کو تباہ کر دیا تھا اور حضرت مسیحؑ کی قبر کو (جہاں مسیحیوں کے خیال کے بموجب حضرت مسیحؑ نے

صلیب کے واقعہ کے بعد ایک دن اور دو رات آرام کیا تھا توڑ دیا۔ ان فتوحات کے اثنا میں پچاس ہزار دشمن ہرقل کے ہاتھ میں آیا مگر ہرقل نے اُن سب کو آزاد کر دیا"
مَیں یہاں ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف پھیرتا ہوں کہ یہ فتوحات ہرقل کو ۶۲۳ء میں حاصل ہوئیں اور یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور بدر کے میدان پر اُن کو عظیم فتح عطا فرمائی کیونکہ بدر کی لڑائی جنوری ۶۲۴ء میں واقع ہوئی ؛

ہرقل کی دوسری مہم کے باقی حصہ کو گبن اس طرح بیان کرتا ہے۔ "اب جب کسریٰ نے دیکھا کہ اُسکی اپنی سلطنت خطرہ میں ہے تو اُس نے فوراً اپنی بڑی افواج کو دریائے نیل اور بحیرہ باسفورس سے ہرقل کے مقابلہ کے لیئے واپس بلا لیا۔ اب تین عظیم لشکروں نے ایک ایسی زمین میں جو نہ صرف ہرقل کے پایۂ تخت سے بہت دُور تھی بلکہ دشمنوں کی زمین تھی ہرقل کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اُس نے ان تینوں حملہ آور فوجوں کو پس پا کر دیا۔ ایرانی سرداروں کو متفرق کر دیا اور آخر کار میدان سے اُن کا تعاقب کر کے میڈیا اور اسیریا کے شہروں میں اُن کو پہنچا دیا۔ چونکہ اب جاڑے کا موسم آگیا تھا ایرانی جرنیل سہر برازہ نے سمجھا کہ اس موسم میں ہم اپنے قلعوں اور شہروں کے اندر محفوظ رہیں گے اور ہم پر کوئی حملہ نہیں کیا جائیگا مگر اُس کی اُمید کے برخلاف ہرقل رات کی تاریکی میں ایک لمبا کوچ کر کے اچانک آ پہنچا۔ ایران کے بڑے بڑے سردار بمعہ اپنی بیوی بچوں کے۔ اور بڑے بڑے جنگی جوان یا قتل ہوئے یا گرفتار کیئے گئے۔ جرنیل بھاگ گیا مگر اُس کی سونے کی زرہ فاتح کے ہاتھ آگئی" یہ دوسری مہم جس کا خاتمہ ایسی کامیابی کے ساتھ ہوا ۶۲۵ء میں ختم ہوئی یعنی غُلِبَتِ الرُّوْمُ کی پیشگوئی کی اشاعت سے دس سال کے اندر۔ اب مجھے ضرورت نہیں کہ مَیں اُن فتوحات کا مفصل ذکر کروں جو ہرقل کو اس مہم کے بعد حاصل ہوئیں کیونکہ قرآنی پیشگوئی ہرقل کی پہلی اور دوسری مہم کے ساتھ کامل طور پر پوری ہو گئی۔ جو واقعات اس کے بعد

ہوئے اُن کی نسبت صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ تیسری مہم میں ہرقل نے اپنی پہلی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور ۶۲۷ء میں بمقام نینوہ میں کسریٰ پر ایک اور عظیم الشان فتح حاصل کی۔ کسریٰ اپنے پایۂ تخت سے بھاگ گیا۔ اور دوسرے سال کے ابتدا میں اُس کے اپنے بیٹے شیرویہ نے اُس کو قتل کر دیا۔ (جس کی مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی دن ایرانی قاصدوں کو جو یمن کے راستہ سے مدینہ میں پہنچے تھے خبر دی اور جب یہ خبر عامل یمن نے ان قاصدوں کی زبانی سُنی اور بعد اس کے شیرویہ کے پروانہ سے اسکی پوری پوری تصدیق ہوئی تو اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیّن نشان دیکھکر بمعہ ایک بڑی جماعت کے اسلام قبول کیا) شیرویہ نے تخت پر بیٹھ کر ہرقل سے صلح کر لی۔

ہرقل کی اُن فتوحات پر جن کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی دنیا نے حیرت ظاہر کی ہے۔ نہ صرف حالات اس قسم کے تھے کہ کوئی شخص اُمید نہیں کر سکتا تھا کہ رومی غالب آئیں گے بلکہ وہ شخص بھی جس کے ذریعہ خدائے تعالیٰ نے اپنی بات کو پورا کیا اس طرز کا آدمی تھا کہ کسی کو اُس کی نسبت گمان نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ یہ اس قسم کی بہادری دکھلائے گا جیسی کہ جنگ کے موقعہ پر اُس سے ظاہر ہوئی۔ ہرقل فاتح ایران تخت پر بیٹھنے کے بعد برابر ۱۲ سال تک ایک بے دست و پا انسان کی طرح بیٹھا رہا۔ اُس کی سلطنت کو فتح کیا جا رہا تھا۔ اُس کی رعایا کو پاؤں تلے روندا جا رہا تھا۔ مگر اُس میں طاقت نہ تھی کہ دشمن کے مقابلہ کے لیے اپنا ہاتھ اُٹھائے۔ وہ ایک نامرد کی طرح اپنی سلطنت کی تباہی کو دیکھتا اور اپنی رعایا کی مصیبت کا مشاہدہ کرتا رہا مگر کسریٰ کا اُسپر اس قدر رعب تھا کہ وہ ہرگز اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آخر اپنے پایۂ تخت سے بھاگ جانے پر آمادہ ہو گیا۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ جب اُس نے ایرانیوں پر فتح حاصل کی تو اُس کے بعد وہ پھر اپنی پہلی سُستی اور کاہلی میں غرق ہو گیا۔ وہی صوبے جو اُس نے اس قدر بہادری کے جوہر دکھا کر ایرانیوں کے پنجے سے چھڑائے تھے پھر اُس جنگ کے بعد ایک

اور بہادر قوم نے فتح کرنے شروع کر دیئے مگر ہرقل ایک عورت کی طرح ان صعوبتوں پر آنسو بہاتا ہوا میدان جنگ سے رخصت ہوا۔ اور پھر پہلے کی طرح اپنی دارالسلطنت میں جا کر بیٹھ رہا۔ غرض اُس کی ساری زندگی سوائے ان چند سالوں کے جنہیں وہ قرآنی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لیئے میدان میں نکلا نہایت نامردی اور بزدلی کی زندگی ہے۔ وہ ان فتوحات سے پہلے بھی ایک کاہلانہ اور بزدلانہ زندگی بسر کرتا رہا اور ان فتوحات کے بعد بھی وہ اپنی کاہلانہ زندگی میں غرق ہو گیا۔ یہی فتوحات کے چند سال ہیں جن میں وہ بجلی کی طرح چمکا اور جو چیز اُس کے سامنے آئی اُس کو بھسم کر دیا۔ جب اُس کے ان چند سالوں کی کارروائی کا اُس کی پہلی اور بعد کی زندگی کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے تو بالکل دو متضاد چیزیں ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اس امر پر کل مؤرخوں نے حیرت ظاہر کی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ایسا شخص جس نے پہلے بھی ایک قابل شرم نامردی کا نمونہ دکھایا اور بعد میں اپنی پرلے درجے کی بزدلی کا ثبوت دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ تھوڑے عرصہ کے لیئے ایک شیر بن گیا اور دو تین چھلانگوں میں ہی اُن دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا جنہوں نے پہلے اُسے اپنے پایۂ تخت چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ گبن لکھتا ہے کہ "دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کے زندگی کے حالات ایسے عجیب اور ایسے متضاد ہوں۔ اپنی لمبی سلطنت کے پہلے اور آخری حصہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کاہلی۔ عیش و عشرت۔ اور وہم پرستی کا غلام بنا ہوا تھا۔ جو اپنی سلطنت کے مصایب کو سخت بے پروائی اور نامردی کے ساتھ دیکھتا رہا اُس کی زندگی کو اگر ایک دن سے تشبیہ دیجائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس دن کے اوّل اور آخری حصہ پر ایک دھواں دھار کُہر چھایا ہوا ہے مگر درمیانی حصہ میں وہ اس طرح چمکتا ہے جس طرح آفتاب نصف النہار کے وقت"

انیسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (دسویں ایڈیشن) میں لکھا ہے کہ "ہرقل کی زندگی ایک عجیب بجھارت ہے جس کا حل کرنا کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اُس کے

عہد کے آخری حصہ میں اُس کی سلطنت اُس کی آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی مگر وہ سستی سے اُس کو دیکھتا رہا اور اُس کے بچانیکے لیئے ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اس طرح ہم اُس کی زندگی کے مختلف زمانوں میں ایک ایسا تضاد دیکھتے ہیں جس سے یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ وہ متضاد صفات کا جامع تھا۔ اُس کی ناموری کے لیئے یہ بہتر ہوتا کہ وہ ایرانیوں پر فتح پانے کے بعد ہی فوراً مر جاتا۔"

ایک مشہور مؤرخ مسٹر بیری لکھتا ہے کہ ہر ایک شخص جو ہرقل کے حالات کا مطالعہ کرتا ہے "دو مشکل سوال اُس کو پیش آتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اُس نے پہلے دس سال کیوں ایسی سستی میں گذارے۔ دوم یہ کہ ایرانیوں پر فتح پانے کے بعد پھر وہ کیوں پہلے کی طرح غفلت کی نیند سو گیا۔"

ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ کا ایڈیٹر لکھتا ہے۔ "اس شخص (یعنی ہرقل) کے افعال کی توجیہ بیان کرنے کے لیئے بہت سی رائیں پیش کی گئی ہیں۔ اس نے اوّل ایک سلطنت (اپنی فتوحات کے ذریعہ) قائم کی پھر وہی سلطنت اُس کی آنکھوں کے سامنے تباہ ہو گئی مگر اُس نے اُس کے بچانے کے لیئے کچھ سعی نہ کی۔ بیری نے جو اُس کی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ وہ درحقیقت ایک کمزور ارادہ کا آدمی تھا مگر اُس میں احساس کی قوّت تیز تھی۔ اور ایک وقت کے لیئے جب اُس کے اندر ایک جوش کی روح پھونکی گئی تو اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کی طاقت سے بالاتر تھا۔ اور جب اُس کے عہد کے پچھلے حصہ میں جوش کی عارضی چادر اُس پر سے اتر گئی تو اُس کی اصلی کمزوری پھر نمایاں طور پر ظاہر ہو گئی۔" (جلد ۷ صفحہ ۱۷۰)

حق یہ ہے کہ یہ خدائے تعالیٰ کا ہاتھ تھا جس نے اُسکو اُٹھایا اور اُس سے ایسا کام لیا جو درحقیقت اُس کی اصلی طاقت سے بہت بالاتر تھا خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ مَیں رومیوں کو باوجود اُنکی حالت

مغلوبیت کے ایرانیوں پر فتح دوں گا۔ اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں یہ وعدہ ایسے وقت میں کیا گیا جبکہ اُس کے پُورا ہونے کا کوئی نشان نظر نہ آتا تھا۔ اور خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے سے پہلے ہرقل کو اور اُس کی سلطنت کو ذلت اور بے کسی کے آخری درجہ تک پُہنچا دیا۔ خدائے تعالیٰ نے ایسا اس لیئے کیا تا کہ دنیا کو معلوم ہو جاوے کہ جو فتح وہ اب رومیوں کو دینے والا ہے وہ اُنکے اپنے زورِ بازو کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ خدائے تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ پہلے اُس نے ایرانیوں کو موقعہ دیا کہ وہ رومیوں کو اپنے پاؤں کے تلے روندیں اور پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد بھی چھ سات سال تک وہ رومی سلطنت کو تہ وبالا کرتے رہے یہانتک کہ قریب تھا کہ رومی سلطنت فنا ہو جاوے اور اُس کا نام و نشان مٹ جاوے۔ مگر اب وقت آگیا تھا کہ خدائے تعالیٰ کی بات پوری ہو اور اُس کا وعدہ سچّا ہو۔ موعودہ مہلت اب ختم ہونے والی تھی۔ مقررہ دس سال میں سے چھ سات سال گذر چکے تھے۔ اب رومیوں کی بے کسی اور اُن کا عجز دنیا پر ظاہر ہو چکا تھا۔ اور اُسکی سلطنت کی تباہی دنیا کی نظروں میں یقین کی حد تک پُہنچ چکی تھی۔ اب خدائے تعالیٰ کی نصرت نے رومیوں کا ساتھ دیا اور اُن کے کمزور اور بزدل بادشاہ سے خدائے تعالیٰ کے ہاتھ نے وہ کام لیا جس کو دیکھکر دنیا کے مؤرخ آجتک حیرت کے گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور اُس کو ایسے وقت میں فتح بخشی جب کہ کسی کو بھی فتح کی اُمید نہ تھی۔ آج مورخ اس واقعہ کو ایک تاریخی معمہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بجھارت ہے جس کا حل کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ مگر یہ خدائے تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہے۔ اور خدائے تعالیٰ نے یہ نشان اس لیئے ظاہر کیا کہ اُس کے رسول فداہ ابی و امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو جس نے مکّہ کے دُور دراز کے شہر سے خدائے تعالیٰ سے خبر پاکر یہ پیشگوئی کی تھی کہ مغلوب رومی دس سال کے ۶ حصے کے اندر پھر غالب ہوگا۔ اس جنگ کے اثنا میں خدائے تعالیٰ نے ایسے ایسے عجیب رنگوں میں رومیوں کی مدد

کی کہ رومیوں نے بھی محسوس کیا کہ کوئی غیبی ہاتھ اُن کی نصرت میں لگا ہوا ہے اور وہ بول اُٹھے کہ اُن کی یہ خلاف اُمید کامیابی اُن کی اپنی بہادری کا ثمرہ نہیں ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ خارق عادت طور پر اُن کی نصرت کر رہا ہے اس احساس اور اس اقرار کی ایک مثال تاریخ میں آج تک لکھی ہوئی موجود ہے جس کو میں یہاں ناظرین کی آگاہی کے لئے پیش کرتا ہوں ؛

جب ہرقل کسریٰ کی افواج کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھا اُس وقت ایرانیوں نے یہ چال چلی کہ ایک بڑی فوج ہرقل کے پایۂ تخت کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کی اور کسریٰ نے ایک اور کام یہ کیا کہ قوم آوار کے لیڈر چاغان کے ساتھ سازش کر کے اُس کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اُس سے وعدہ کیا کہ ہرقل کی سلطنت کو فتح کر کے ہم باہم بانٹ لیں گے۔ چاغان کو اور کیا چاہیئے تھا۔ اُس نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور ایرانیوں کے ساتھ ملکر سمندر کے راستے سے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا جب شہر والوں نے دیکھا کہ دو زبردست فوجوں نے ہمارے بادشاہ کی عدم موجودگی میں ہمارا محاصرہ کر لیا ہے تو اُن کے اوسان خطا ہو گئے اور اُنہوں نے بہت مال و متاع دیکر اپنے قاصد چاغان کے پاس روانہ کئے اور اُس سے درخواست کی کہ یہ زر و جواہر قبول کرو اور ہم پر اور ہمارے بال بچوں پر رحم کرو۔ مگر چاغان اُس وقت کس طرح اُن کی التجاؤں کو سُن سکتا تھا جب شہر والوں کے قاصد اُس کی خدمت میں پہنچے تو اُس نے انکے ساتھ نہایت حقارت سے سلوک کیا اور کسریٰ کے اُن سفیروں کی طرف جو ریشمی لباس پہنکر اُسکی دائیں جانب بیٹھے تھے اشارہ کر کے کہا کہ " تم اس بڑے بادشاہ (یعنی کسریٰ) کے ساتھ میرے پورے اتحاد کا ثبوت دیکھ رہے ہو۔ اب میں تمھارا مالک ہوں اور تم میرے غلام ہو۔ اب تم ایسے ناچیز تحفے پیش کر کے اپنے مالک کو لالچ میں ڈالنے کی جرأت مت کرو۔ اب تمھارا شہر اور تمھاری تمام دولت یہی دو تحفے ہیں جن کو میں منظور کر سکتا ہوں۔ ہاں تمھیں میں اس قدر اجازت دیدوں گا کہ تم صرف ایک کرتہ اور ایک چادر پہنے ہوئے شہر سے نکل جاؤ اور میں اپنے دوستوں ایرانیوں کی خدمت میں بھی سفارش

کروں گا کہ وہ تمھیں اپنی صفوں میں سے گذرنے کی اجازت دیدیں۔ تمھارا باشاہ جو اس وقت یا تو ایرانیوں کے ہاتھ میں قید ہے یا ایک بھگوڑا ہو کر اپنی جان بچانے کی فکر میں ہے وہ تمھارے شہر کو خالی چھوڑ گیا ہے۔ اب تم آوار قوم اور ایرانیوں کے قبضے میں ہو اور تمھارے لیئے بھاگنے کی کوئی راہ نہیں۔ ہاں اگر تم سے ہو سکتا ہے تو پرندے بن کر اڑ جاؤ یا مچھلیوں کی طرح غوطہ لگا کر نکل جاؤ"۔ غرض شہر کیلیئے سوائے ہلاکت کے اور کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ مگر خدا کا ارادہ نہیں تھا کہ سلطنت روم کا پایہ تخت اُس کے دشمنوں کے ہاتھ میں آجائے۔ اس لیئے اُس نے اس موقعہ پر بھی اپنی قدرت کا ہاتھ دکھا کر شہر کو ایرانیوں اور قوم آوار کی متحدہ فوجوں سے بچالیا۔ چونکہ شہر والوں کو بچنے کی کوئی اُمید نہیں تھی اس لیئے اُنہوں نے اس غیر مترقبہ نجات کو حضرت مریم علیہا السلام کی مہربانی کا نتیجہ سمجھا کیونکہ وہ بہ سبب مسیحی ہونیکے اپنے خداوند کی ماں کو ایک دیوی کی طرح پوجتے تھے۔ مگر درحقیقت اُسی غیبی ہاتھ نے اُن کی تائید کی جو باہر میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اُنکے بادشاہ ہرقل کی تائید کر رہا تھا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی غیر معمولی نجات کو اپنے بت پرستانہ خیال کی وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف منسوب کیا مگر اس سے یہ امر صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس جنگ کے اثنا میں خدائے تعالیٰ نے ایسے خارق عادت طور پر رومیوں کی نصرت فرمائی کہ انہوں نے خود محسوس کیا کہ کوئی غیبی طاقت اُن کا ساتھ دے رہی ہے اور اُنہوں نے کھلے الفاظ میں اُس کا اعتراف بھی کیا چنانچہ ان کا اعتراف آج تک تاریخ کے صفحات میں درج پایا جاتا ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ رومی لوگ بجائے اس کے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمت کا شکر کریں اور عاجزی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کے آگے سر جھکائیں وہ ان فتوحات کے بعد بھول گئے اور اپنی پہلی بے کسی کو بھول کر بے گناہ لوگوں پر ظلم کرنا شروع کردیا۔ شام کی سرحد کے رومی سرداروں کو ایرانیوں کے چابک بہت جلدی بھول

سگئے اور جب خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ایرانیوں کا جُوا اُن کی گردن پر
سے ہٹا دیا تو اُنہوں نے اپنے مسلمان پڑوسیوں پر ظلم و تعدی کرنی شروع کردی۔
بے گنہ مسلمانوں کی جماعتیں شام کی سرحد پر مسیحیوں کے ہاتھ سے بلاوجہ
قتل کی گئیں۔ (ملاحظہ ہو لائیف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ میور صفحہ ۳۸۰)
سلطنت روم کے گورنروں نے مسلمان سفیروں کو بغیر کسی قصور کے صرف مذہبی
تعصب کی وجہ سے قتل کر دیا (ملاحظہ ہو کتاب مذکور۔ صفحہ ایضاً)۔ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بدمعاش شرجیل کی گوشمالی کے لیئے جس نے آپ کا ایک
قاصد رسوں سے جکڑ کر قتل کر دیا تھا ایک جماعت حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ماتحت
سرحد شام کی طرف روانہ فرمائی۔ تا آئندہ ایسی وارداتیں رُک جائیں (جیسا کہ آجکل
ہماری صلح پسند گورنمنٹ ایسی اقوام کی گوشمالی کے لیئے فوج بھیج دیتی ہے
جن میں اُس کا کوئی آدمی مارا جاتا ہے چنانچہ آجکل بھی ایسی ہی ایک بھاری مہم
صرف ایک آدمی ولیم سن نام کے قتل کا بدلہ لینے کے لیئے قوم ابور کے برخلاف سرحد
آسام کی طرف بھیجی ہوئی ہے) تو نہ صرف سرحد کے کل مسیحی قبائل اور رومی گورنروں
نے اُس خونی شرجیل کا ساتھ دیا بلکہ خود قیصر کی فوج اُس ظالم انسان کی طرف سے
مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیئے تیار ہو گئی۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بھیجی ہوئی جماعت واردات کے مقام پر پہنچی تو وہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک ایسا بھارا
لشکر اُن کے مقابلہ کے لیئے صف آرا ہے کہ ایسا لشکر انہوں نے زندگی بھر میں کبھی
نہیں دیکھا تھا۔ اس عظیم لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور کئی عظیم الشان صحابی اس
جنگ میں شہید ہوئے۔ رومیوں نے اس طرح خود بخود مسلمانوں کے ساتھ جنگ
چھیڑ لی۔ جس کا نتیجہ آخر یہ ہوا کہ وہ صوبے جو ہرقل نے چند سال پہلے رومیوں
کے ساتھ جنگ کر کے دوبارہ فتح کیئے تھے وہ پھر ہرقل کے ہاتھ سے نکل گئے
اور ہرقل نے پھر پہلے کی طرح قسطنطنیہ میں پناہ لی۔ جس حالت میں وہ جنگ سے
پہلے تھا خدائے تعالیٰ نے پھر اُس کو اُس کی زندگی میں ہی جنگ کے ختم ہونے سے

چند دن بعد اُسی حالت میں کر دیا۔ یعنی جیسی خراب وخستہ حالت میں وہ جنگ سے پہلے تھا اُس کی جنگ کے بعد پھر وہی حالت ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ مؤرخین نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ کاش وہ جنگ ختم ہونے کے ساتھ ہی اس عالم سے رخصت ہو جاتا تا وہ فاتح کہلا کر اس دنیا سے جاتا اور جو ذلت اُس کے لیئے جنگ کے ختم ہونے کے بعد مقدر تھی اُس سے بچ جاتا۔ غور کرنے والوں کیلیئے یہ مقام ایک سبق حاصل کرنیکا مقام ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اُس کو ایرانیوں پر فتح دینے سے پہلے ذلت کے گہرے گڑھے میں گرا دیا اور اُس کی ساری طاقتیں جاتی رہیں مگر غایت درجہ کی رسوائی کے بعد خدائے تعالیٰ نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کو ایک زبردست شہنشاہ پر جس کی شوکت نے اُس کی ساری سلطنت میں بھونچال ڈالدیا تھا غالب کیا مگر جب وہ غالب ہوکر اپنی طاقت کے اعلیٰ معراج پر پہنچ چکا تو پھر اُس کو خدائے تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے نیچے گرا دیا اور ایک ایسی قوم کے ہاتھ سے اُس کو شکست دلائی جو ایک بیابان کے رہنے والی خانہ بدوش قوم تھی اور جس کو رومی لوگ سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اُسی بیابانی قوم نے جس کو مہذب رومی اس قدر حقیر سمجھتے تھے قیصر کے قصر کو بنیاد سے اکھیڑ کر زمین سے پیوست کر دیا اور ہرقل جس ذلت کے گڑھے میں اپنی فتوحات سے پہلے گرا ہوا تھا اُسی ذلت کے گڑھے میں وہ دوبارہ گرایا گیا۔ خدائے تعالیٰ نے ایسا اس لیئے کیا تا دنیا پر ظاہر ہو کہ درمیانی فتوحات ہرقل کی کسی ذاتی بہادری کا پھل نہیں ہیں بلکہ خاص نصرت الٰہی کا نتیجہ ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ اسی پیشگوئی میں فرماتا ہے یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۔ خدائے تعالیٰ جس کو چاہتا ہے نصرت دیتا ہے اور وہ غالب۔ رحم کرنے والا ہے۔

ناظرین کو یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ نے سورۂ روم کی ابتدائی آیات میں صرف ایک امر کی ہی پیشگوئی نہیں فرمائی یعنی صرف یہی خبر نہیں دی

کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب ہو نگے بلکہ اس خبر کے ساتھ ایک اور خبر کو
بھی وابستہ کیا ہے جو ایسی ہی عظیم الشان ہے جیسا کہ رومیوں کی فتح کی خبر عظیم الشان
ہے اور دونوں خبریں ملکر اس پیشگوئی کی عظمت کو اور بھی دو بالا کر دیتی ہیں۔
جس وقت یہ پیشگوئی شائع کی گئی اُس وقت دو قومیں ظالموں کے پاؤں کے
نیچے روندی جارہی تھیں۔ ایک تو رومیوں کی قوم تھی جس کو ایران کا شہنشاہ
اپنے پاؤں تلے کچل رہا تھا۔ دوسری قوم جو اُس وقت طرح طرح کے مظالم کا نشانہ
ہو رہی تھی وہ مکّہ کے مسلمانوں کی ضعیف جماعت تھی۔ اس ضعیف گروہ پر ظلم
کرنے والے مکّہ معظمہ کے قریش تھے۔ جب ان ظالموں نے رومیوں پر جو اہل کتاب
کہلاتے تھے ایرانی آتش پرستوں اور آفتاب پرستوں کے غلبہ کی خبر سنی تو وہ
بہت خوش ہوئے اور اُنہوں نے بطور تفاؤل کے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جیسا کہ
ایرانیوں نے جو اُن کی طرح بت پرست ہیں رومیوں پر جو مسلمانوں کی طرح اہل کتاب
کہلاتے ہیں غلبہ حاصل کر لیا ہے ایسا ہی ہم بھی مکّہ کے اہل کتاب یعنی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت پر غالب آجائیں گے۔ اُنہوں نے اُن پیشگوئیوں
کو اچھی طرح سنا ہوا تھا جن میں اُن کو خبر دی گئی تھی کہ وہ آخر مغلوب ہونگے اور اسلام
غالب ہوگا اور بُت پرستی اور کفر مٹ جائیں گے اور جزیرہ عرب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیرووں کے سوا اور کوئی نظر نہ آئے گا۔ اس لئے اُنہوں نے مسلمانوں کو کہا
کہ جیسا کہ اہل ایران جن کا مذہب آتش پرستی اور آفتاب پرستی کی وجہ سے ہمارے
مذہب کے مشابہ ہے وہ سلطنت روم کے اہل کتاب پر غالب آرہے ہیں۔ ایسا ہی
اس ملک میں بھی بُت پرستی اسلام پر غالب آکر اسلام کو جڑھ سے اُکھیڑ دیگی۔ اور
تمہاری پیشگوئیاں دھری رہ جائیں گی۔ اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ نے
اُن کو اطلاع دی کہ انکی یہ ساری خوشی جھوٹی ہے۔ خدائے تعالیٰ اُن کی دونوں
اُمیدوں پر زبردست ہیں اور اہل روم زیردست ہیں مگر اس پیشگوئی کے اعلان
کے بعد دس سال نہیں گذرنے پائیں گے۔ کہ زیردست زبردست ہو جائیں گے

۱ ایرانی اگرچہ اسوقت

اور جو اِس وقت زبردست ہیں وہ مغلوب و مقہور ہو جائیں گے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ ہم تمھیں ایک اور خبر سناتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگرچہ اہل اسلام اسوقت تمھاری نظروں میں ایسے ہی ضعیف ہیں جیسے کہ رومی ایرانیوں کے مقابل میں کمزور ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ مگر خدائے تعالیٰ نہ صرف رومیوں کو اُنکے ظالم دشمنوں پر فتح دیگا بلکہ ان مسلمانوں کی جماعت کو بھی ستمگر قریش پر غلبہ عطا فرماوے گا اور ان دونوں غلبوں کا زمانہ ایک ہی ہوگا۔ یعنی جب رومی اپنے بے رحم دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کی وجہ سے خوشی حاصل کررہے ہونگے اُس وقت مسلمان بھی اُس نصرت الٰہی پر خوشیاں منارہے ہونگے جو اُنکو اپنے ظالم اعداء کے مقابل میں حاصل ہوگی۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (ترجمہ) اور اُس دن مومن بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت کی وجہ سے خوش ہونگے۔ اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ غالب رحم کرنے والا ہے۔ پس جو پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شائع کی اُس میں ایک نہیں بلکہ چار پیشگوئیاں تھیں۔

اوّل یہ کہ مغلوب رومی آخر غالب ہو جائیں گے۔

دوم یہ کہ یہ غلبہ اُن کو دس سال کے اندر حاصل ہوگا۔

سوم یہ کہ مسلمان بھی اسی طرح اپنے ظالم اور زبردست دشمنوں پر غالب ہونگے۔

چہارم یہ کہ ان دونوں غلبوں کا زمانہ ایک ہی ہوگا۔

اب مَیں ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس قسم کی پیشگوئی شائع کرنا انسان کا کام ہوسکتا ہے۔ اوّل تو دونوں فریق جن کے غلبہ کی پیشگوئی شائع کی گئی ایسے ضعیف تھے اور اُن کے دشمن ایسے زبردست اور طاقتور تھے کہ اُسوقت کوئی بھی یہ نہیں کہ سکتا تھا کہ یہ مظلوم اور مقہور گروہ اپنے زبردست دشمنوں پر

ایسا غالب ہوگا کہ انکی ساری شوکت کو پاش پاش کردیگا اور ان طاقتور دشمنوں کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ ہر ایک باانصاف شخص اُس زمانہ کے حالات پر نظر کر کے ضرور یہی رائے ظاہر کرے گا کہ اُس وقت کوئی شخص یہ نہیں کہ سکتا تھا کہ یہ دونوں مغلوب گروہ اپنے ظالم اور زبردست دشمنوں پر غالب آجائیں گے۔ پھر دوسرا امر جو اس پیشگوئی کی عظمت کو اور بھی بڑھاتا ہے یہ ہے کہ اس غلبہ کے لئے میعاد بھی مقرر کردی۔ جب اس پیشگوئی کے بعد برابر چھ سات سال تک ایرانی رومیوں کو کوئی فتح حاصل نہ ہوتی غرض میعاد کا مقرر کرنا اور پھر کئی سال تک رومیوں کا سخت حالت زار میں رہنا اور پھر میعاد کے خاتمہ کے قریب یکایک حالات کا اُلٹ جانا اور رومیوں کا غالب آجانا یہ ایسے امور ہیں جن سے اس پیشگوئی کی عظمت اور بھی زیادہ چمکتی ہے کیونکہ یہ خدا کی قدرت اور اُس کے عالم الغیب ہونے کے بیّن ثبوت ہیں۔ پھر اگر رومیوں کو خلاف اُمید غلبہ حاصل ہو بھی گیا اور غلبہ بھی میعاد مقررہ کے اندر حاصل ہوا تو کیا ضروری تھا کہ دوسری مغلوب قوم یعنی مسلمان بھی اپنے زبردست دشمنوں پر غالب آجاتے۔ مگر خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ ثبوت دیا کہ نہ صرف رومیوں کو غلبہ عطا کیا بلکہ مسلمانوں کو بھی جو انہی کی طرح مغلوب تھے اُنکے دشمنوں پر غالب کیا۔ پھر ممکن تھا کہ مسلمان بھی غلبہ حاصل کرتے مگر وہ غلبہ رومیوں کے غالب ہونے کے بعد ہوتا۔ مگر خدائے تعالیٰ کے کام عجیب اور اُس کی قدرت بھی عجیب ہے اُس نے وعدہ کیا تھا کہ یہ دونوں گروہ اپنے زبردست دشمنوں پر غالب ہونگے اور اُنکے غلبہ کا زمانہ بھی ایک ہی ہوگا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ جب بدر کے میدان پر خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو قریش پر فتح عطا کی اُسوقت اُنکی ظاہری حالت قریش کے مقابل میں بالکل کمزور تھی۔ اور ممکن تھا کہ وہ فتح حاصل نہ کرتے بلکہ ظاہری حالت کے رُو سے ضروری تھا کہ قریش کو فتح حاصل ہوتی مگر جس خدا تعالیٰ نے کئی سال پہلے یہ وعدہ کیا تھا کہ رومیوں اور ایرانیوں کی فتح کا زمانہ ایک

صہ پاؤں کے نیچے روندے جاتے اور ہو سکتا تھا کہ دو تین سال اور بھی اسی طرح گذر جاتے اور رومیوں کو

ہی ہوگا اُس نے ۳۱۳ مسلمانوں کو جن کا ساز و سامان دشمنوں کے مقابل میں کچھ نہ تھا قریباً ایک ہزار مسلح جوانوں پر غالب کیا۔ دو مغلوب گروہوں کی فتح کی ایسے وقت میں خبر دینا جب کہ اُنکے دشمن زور پر تھے اور اُنکے فتح پانیکا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا اور پھر اُس فتح کے لیئے ایک میعاد مقرر کرنا اور پھر دونوں فتحوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ایسا وابستہ کرنا کہ جب ایک گروہ کو فتح ہوگی تو انہی دنوں میں دوسرے گروہ کو بھی فتح نصیب ہوگی یہ ایسی پیشگوئیاں ہیں جو خدائے تعالیٰ کی قدرت اور اُسکے علم کا نقشہ انسان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دیتی ہیں۔ کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ ایسی زبردست پیشگویاں کر سکے۔ غور کرنیوالوں کے لیئے یہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور قرآن شریف کے خدائے تعالیٰ کا کلام ہونے کا بیّن نشان ہیں۔ مسلمانوں کے لیئے انپر غور کرنا انکے ایمان کی تقویت کا موجب ہے اور دوسرے لوگوں کے لیئے یہ پیشگویاں اسلام کی صداقت کا ایک روشن ثبوت ہیں۔ مَیں ہر ایک پڑھنے والے سے اپیل کرتا ہوں خواہ وہ مسلمان ہو یا کسی اور مذہب کا پیرو ہو کہ وہ تھوڑی دیر کے لیئے اپنے سارے خیالات کو دُور کرکے خالی الذہن ہوکر ان پیشگویوں پر غور کرے۔ اور فیصلہ کرے کہ کیا اُسوقت کسی انسان کی طاقت میں تھا کہ رومیوں اور مسلمانوں جیسی مغلوب و مقہور قوموں کے لیئے غلبہ کی خبر دیتا اور پھر اُس غلبہ کے لیئے میعاد بھی مقرر کر دیتا اور پھر یہ شرط بھی بڑھا دیتا کہ ان دونوں غلبوں کا زمانہ ایک ہی ہوگا۔ اس مضمون کا پڑھنے والا اگر مسلمان ہے تو وہ تھوڑی دیر کے لیئے اس قرآنی پیشگوئی پر ایک اجنبی کی حیثیت سے غور کرکے دیکھے اور اگر وہ غیر مسلم ہے تو تھوڑی دیر کے لیئے اپنے تعصب اور طرفداری کو بھلا کر محض انصاف کی نظر سے دیکھے اور سوچے کہ کیا واقعی طور پر ایسی پیشگوئی خدائے تعالیٰ کی طاقت اور قدرت اور علم کا ایک زبردست ثبوت نہیں ہے۔ ایک طرف رومیوں اور مسلمانوں کی کمزور حالت کا مطالعہ کرے اور اُنکے دشمنوں کی طاقت اور اقتدار کا مشاہدہ کرے۔ پھر اُن شرائط

اور قیود کو دیکھے جن کے ساتھ اس پیشگوئی کو جکڑا گیا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے صرف رومیوں کے غلبہ کی ہی خبر نہیں دی بلکہ اس کے ساتھ یہ شرط بھی لگائی کہ دوسری قوم جو رومیوں کی طرح اس وقت مظلوم اور مغلوب ہے اور جس کے نابود ہونیکی نسبت مکہ کے قریش ایرانی فتوحات سے فالیں لے رہے ہیں وہ بھی اپنے ظالم دشمنوں پر غالب ہونگے۔ یعنی صرف ایک مظلوم گروہ ہی غالب نہ ہوگا بلکہ دوسرا مغلوب گروہ جو مکہ میں ہے وہ بھی غالب ہوگا۔ پھر دوسری شرط اس پیشگوئی کے ساتھ یہ لگائی کہ اس اعلان کے بعد دس سال نہیں گذرنے پائیں گے کہ رومی ایرانیوں پر غالب ہو جائیں گے پھر تیسری شرط یہ لگائی کہ دوسرے گروہ کے غالب ہونے کا بھی یہی زمانہ ہوگا اور جب رومی ایرانیوں پر غالب ہوکر خوشیاں منارہے ہونگے اُسی زمانہ میں مکہ کا مغلوب گروہ بھی اپنے ظالم دشمنوں پر فتح پاکر خدائے تعالیٰ کی حمد کر رہا ہوگا۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگ ان خبروں کو سُنکر انکو بعید اور اَنہونی نہ سمجھیں اگرچہ یہ دونوں گروہ اس وقت مغلوب ہیں اور بظاہر کوئی نشان نہیں جس سے انسان یہ نتیجہ نکال سکے کہ یہ دو مظلوم گروہ کبھی غالب بھی آجائینگے مگر خدائے تعالیٰ قادر ہے کہ ضعیفوں کو زور آوروں پر فتح بخشے اسی کی طرف خدائے تعالیٰ اشارہ فرماکر فرماتا ہے ینصر من یشآء وھو العزیز الرحیم یعنی تم ان گروہوں کی کمزور حالت کو دیکھکر تعجب نہ کرو کہ یہ کیونکر ایسے زبردست دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہ غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے یہاں اپنی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں اوّل عزیز یعنی وہ غالب ہے جس کو چاہے غلبہ عطا فرماوے۔ دوم رحیم۔ یعنی وہ رحم کرنیوالا ہے۔ اس لیئے وہ دونوں مظلوم گروہوں کی مدد کریگا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ نیز خدائے تعالیٰ اسی پیشگوئی میں فرماتا ہے لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ۔ یعنی حکومت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اول بھی اور بعد بھی۔ وہ جسکو چاہے دے اور جس سے چاہے چھین لے ؂

رومیوں اور مسلمانوں کی تاریخ کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں گروہوں کی صورت میں حالات نے ایک ہی وقت میں پلٹا کھایا جس زمانہ میں ہرقل کی رعایا کو کسرائے ایران کی فوجیں پامال کر رہی تھیں اُسی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے پیرووں کو مکّہ کے قریش طرح طرح کے دُکھ دے رہے تھے جن کو مسلمان بڑے صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ جب قسطنطنیہ میں ہرقل نے اپنے ملک کو ایرانیوں کے مظالم سے نجات دینے کی تیاریاں شروع کر دیں اُنہی دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فکر میں لگے ہوئے تھے کہ کوئی ایسا مقام تلاش کیا جاوے جہاں آپ اور آپ کی جماعت ہجرت کر کے چلے جاویں اور اس طرح آپ کے پیرو اُن تکالیف سے نجات حاصل کریں جو وہ قریش کے ہاتھ سے مکّہ میں جھیل رہے تھے۔ جب ہرقل نے کسریٰ کے پاس اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ وہ خراج لینا منظور کرے اور اُس کی رعایا کو امن دے۔ تو کسرائے نے اُس کی درخواست کو ردّ کر دیا اور جس طرح وہ پہلے رومی رعایا کو دکھ دے رہا تھا اُس سے بھی زیادہ جرأت اور دلیری کے ساتھ اُس نے اپنے مظالم کو جاری رکھا۔ اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت مکّہ معظمہ سے ہجرت کر کے چلے گئے اور ایک دُور کے شہر میں جا کر پناہ لی۔ اُن کا مدعا اس ہجرت سے یہ تھا کہ وہ اُس دُور دراز شہر میں جا کر شائد مکّہ والوں کے دستِ تعدی سے محفوظ ہو جاویں گے مگر قریش بجائے اس کے کہ مسلمانوں کو ستانے سے باز آ جاویں۔ اوّل تو انہوں نے ہجرت کے وقت مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور پُورا زور لگایا کہ مسلمانوں کو ہجرت سے روک لیں۔ مسلمان چھپ چھپ کر ایک ایک دو دو ہو کر مدینہ کی طرف بھاگ گئے۔ جب قریش کو کسی کے بھاگنے کا علم ہوتا تو وہ اُس کے پکڑنے کے لئے اُسکے پیچھے دوڑتے اور اگر وہ پکڑا جاتا تو اُس کو گھسیٹتے ہوئے شہر میں لاتے تا دوسرے مسلمان اس کی حالت کو دیکھکر ہجرت کے ارادہ سے باز آ جائیں۔ کئی غریب مسلمانوں کو انہوں نے قید کر دیا۔ مگر جس طرح ہو سکا اکثر مسلمان آنکھ بچا کر مکّہ سے بھاگ گئے۔ اس ہجرت

بعد قریش کا غصہ اور بھی بھڑکا اور مدینہ میں پہنچنے کے بعد بھی انہوں نے مسلمانوں کو امن سے زندگی بسر کرنے کا موقعہ نہ دیا اور مسلمانوں کے مدینہ میں پناہ گزین ہونے کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ صنادید قریش کی تحریک سے قریش کا ایک لشکر مسلمانوں کی بیخ کنی کے ارادہ سے مکہ سے نکلا۔ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ قریش کا جنہوں نے تلوار سے اسلام کی بیخ کنی کرنی چاہی تھی تلوار سے ہی مقابلہ کیا جاتا۔ اب تک مسلمانوں کو صبر کرنے کا حکم تھا اس لیئے انہوں نے اپنے گھروں کو چھوڑنا منظور کیا مگر مقابلہ نہ کیا۔ اب چونکہ دشمن نے ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا تو خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی جانوں کی حفاظت کے لیئے دشمن کا مقابلہ کریں۔ اس لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کا تلوار سے مقابلہ کیا۔ اور خدائے تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو بدر کے مقام پر فتح عطا فرمائی اگرچہ بظاہر فتح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کیونکہ مسلمان صرف ۳۱۳ تھے اور ان کے پاس بھی کافی سامان جنگ نہ تھا اور دشمن کی تعداد بھی ایک ہزار تک پہنچتی تھی۔ اور ان کے پاس جنگ کا بھی سارا سامان موجود تھا۔ یہ فتح مسلمانوں کو جنوری سنہ ۶۲۴ء میں حاصل ہوئی۔ اور میں اوپر دکھا چکا ہوں کہ یہ وہی زمانہ ہے جبکہ ہرقل ایرانیوں پر فتح پر فتح حاصل کر رہا تھا۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہوا جس میں لکھا تھا وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۚ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ (ترجمہ) اور اس دن (جب رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے) مومن بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کر کے خوش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ اور وہ غالب رحم کرنے والا ہے ؎

(باقی آئندہ)

دربار دہلی کی مبارک باد۔ سلسلہ احمدیہ کے مکرم ممبر مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی نے ایک خوبصورت سنہری رسالہ شائع کیا ہے جس میں مبارکباد کا ایک عربی قصیدہ بمعہ ترجمہ۔ ایک فارسی نظم اور دو اردو نظمیں درج کی ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء ؎

ایک اور پیشگوئی

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ ایک اور پیشگوئی کی طرف ناظرین کی توجہ کو پھیروں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۴۔ جنوری ۱۹۰۴ء کو شایع کی چونکہ یہ پیشگوئی بھی انہی الفاظ میں ہے جس میں وہ قرآنی پیشگوئی ہے جس پر ہم اس مضمون میں بحث کر چکے ہیں۔ اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ پر اس پیشگوئی کو دوبارہ شائع کیا جاوے اور وہ پیشگوئی یہ ہے۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ۔ ترجمہ۔ روم قریب کی زمین میں مغلوب کی گئی مگر وہ مغلوب ہوجانے کے بعد پھر غالب ہوجائیں گے۔ (دیکھو ریویو آف ریلیجنز۔ اُردو۔ جلد ۳۔ نمبر۱۔ صفحہ ۴۰)

ریویو

ردّ افترا بجواب رفع الافترا۔ چند دن ہوئے کہ لاہور کے ایک نیٹو پادری صاحب کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ایک رسالہ احمدی سلسلہ کی مخالفت میں لکھا جاوے چنانچہ اُنہوں نے ایک اعتراض کا جو کئی سال ہوئے ریویو میں چھپا تھا جواب لکھا ہے وہ اعتراض موجودہ اناجیل پر تھا کہ وہ حضرت مسیح ناصری جیسے مقدس انسان کیطرف ایسی بُری بات منسوب کرتی ہیں کہ انہوں نے نعوذ باللہ ایک بدچلن عورت کو اجازت دی کہ وہ آپکے بدن پر تیل ملے۔ پادری صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک بہتان ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام پر لگایا گیا ہے وہ عورت کسبن نہ تھی اس طرح پادری صاحب اس فعل کو واقعی بُرا سمجھتے ہیں مگر اُن کے نزدیک اناجیل ایسے شنیع فعل کے بیان سے پاک ہیں۔ اس کا جواب جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم پر شائع کیا ہے جس میں اُنہوں نے خود پادری صاحب کے گھر کی شہادتوں سے اور انجیل کے

بیان سے یہ امر قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ عورت کسبن تھی۔ اب پادری صاحب دو قسم کے مشکلات میں پھنس گئے ہیں۔ اوّل تو اُن کو ایسا جواب ملا ہے جس کا اب اُنکے پاس کوئی جواب نہیں۔ دوم۔ وہ اپنے رسالہ میں اس فعل کا بُرا ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ اور جناب خواجہ صاحب نے قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ فعل موجودہ اناجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام جیسے مقدّس و مطہر انسان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اب پادری صاحب کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ تسلیم کریں کہ واقعی موجودہ اناجیل میں ایک بُرا فعل حضرت مسیح علیہ السلام جیسے پاک انسان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اگر پادری صاحب کو پہلے ان مشکلات کا علم ہوتا تو وہ کبھی رفع الافترا کے لکھنے کے لیے قلم نہ اُٹھاتے۔ اب یقین ہے کہ وہ اپنے فعل پر سخت نادم ہونگے۔ ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؛

جناب خواجہ صاحب نے علاوہ پادری صاحب کے بیان کی تردید کے مسئلہ کفارہ۔ حضرت مسیحؑ کے مُردوں میں زندہ اُٹھنے۔ آپ کی آخری دعا اور اُس کے قبول ہونے پر ایک لطیف بحث کی ہے۔ یہ رسالہ واقعی ایک قابل قدر رسالہ ہے اور خدائے تعالیٰ جناب خواجہ صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اسکو اپنے خرچ سے چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے۔ ناظرین ۱ر کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجکر رسالہ کو منگوا سکتے ہیں خواجہ صاحب کی خواہش ہے کہ اگر بعض بھائی ٹکٹ ڈاک بھیجدیں تو مسیحی قوم میں اسکی پُوری اشاعت ہو جاوے۔ ملنے کا پتہ خواجہ کمال الدین صاحب۔ وکیل چیف کورٹ۔ عزیز منزل نولکھا۔ لاہور۔

تعلیم المہدی:۔ محمد یٰسین تاجر کتب و مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ و علیٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی نوح کے تعلیمی حصّہ کو خوشخط۔ عمدہ کاغذ پر چھپوا کر علیحدہ۔ مختلف عنوان دیکر رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کا نام تعلیم المہدی ہے۔ اسکے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیحؑ (رضی اللہ عنہ) کی ایک تحریر درج ہے جس میں آپ نے اپنا مذہب بیان فرمایا ہے۔ قیمت صرف ۱ر صفحے ۳۶۔

تہنیت نامہ۔ شہنشاہِ معظم کی تاجپوشی کی مبارک تقریب پر اس نام کا ایک رسالہ منشی حسین بخش صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ نے مفت شائع کیا ہے جس میں گورنمنٹ برطانیہ کی برکات کا ذکر ہے۔

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ متعلق جلسہ کارونیشن دربار

۱۲- دسمبر ۱۹۱۱ء کو ۱۲ بجے حضور ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کی ہندوستان میں تشریف آوری کی تقریب پر قادیان میں ایک عام جلسہ احمدی جماعت کی طرف سے کیا گیا جس میں پانچ سو سے زائد احمدی موجود تھے۔ اس اجلاس کا انعقاد بصدارت خلیفہ رشید الدین صاحب ایل۔ ایم۔ ایس ہوا اور سکرٹری سکرٹری صدر انجمن احمدیہ منتخب ہوا۔ مولوی صدر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے پریذیڈنٹ و سکرٹری کے متعلق تحریک پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی کام نفاق سے نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر انسان ایسا کرتا ہے تو نہ صرف مخلوق کے ساتھ نفاق سے پیش آتا ہے بلکہ اسے اپنے خالق کی عبادت میں بھی نفاق کرنا پڑتا ہے۔ اس لیئے اسلامی تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کی رو سے ہمارا فرض ہے کہ جیسے کہ بظاہر خوشی کا اظہار کرتے ہیں دل سے بھی خوشی منائیں اور حضور ملک معظم قیصر ہند اور ان کی ملکہ معظمہ کی درازی عمر کے لیئے دعائیں کریں اور وفادار رہیں۔ پھر فرمایا کہ دیکھو رسول کریم صلعم نے اپنی زندگی میں اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ اپنے حاکموں سے کسی حالت میں بھی بغاوت اور سرکشی نہ کی جاوے چنانچہ تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں دشمنوں سے سخت تکالیف اُٹھاتے رہے مگر نہ خود نہ اپنے کسی متبع سے کوئی ایسا فعل سرزد ہونے دیا جس سے اسوقت کی گورنمنٹ کی مخالفت ہوتی ہو۔ بلکہ ہمیشہ امن کی زندگی کو ہی پسند کرتے رہے چنانچہ جب مسلمان حد سے زیادہ ستائے گئے تو بجائے فساد کرنیکے اس شہر کو چھوڑ دیا۔ اور جہاں کہیں گئے اپنے بادشاہ کے بڑے وفادار ہو کر رہے۔ اسکے بعد میر مجلس صاحب کی اجازت سے شاہی اعلان حاضرین کو پڑھ کر سنایا گیا۔ پھر سکرٹری نے تقریر کی جسکا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ "جیسے کہ جناب مولوی صدر الدین صاحب نے فرمایا ہے واقعی ہمارا کوئی کام منافقانہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہونا چاہیئے اسوقت روئے زمین پر تمام اہل مذہب کو عموماً اور مسلمانوں کو اور پھر مسلمانوں میں سے سلسلہ احمدیہ کو خصوصاً بڑی خوشی ہے۔ ایک طرف تو خدائے تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر

منکم - یعنی خدا - رسولؐ اور گورنمنٹ کی اطاعت کرو - اس لحاظ سے ہمیں اپنی گورنمنٹ کا فرمانبردار رہنا چاہیئے - اور ہمارے کسی قول و فعل سے اسکے خلاف کوئی امر سرزد نہ ہو - اس لحاظ سے ہمارا یہ جلسہ کرنا اور خوشی منانا خدائے تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے - دوسری طرف خدا کا حکم ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی احسان کے بدلے احسان کرنا چاہیئے - گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ ہم گن نہیں سکتے - اور یہ فوائد کسی اسلامی گورنمنٹ کے ماتحت رہ کر ہمیں درحقیقت حاصل نہیں ہو سکتے اگر میرے اس کہنے میں کسی کو تعجب ہو تو موجودہ اسلامی سلطنتوں اور انکی رعایا کی طرف نگاہ دوڑائی جاوے پس ان احسانات کے بدلے ہم اپنی مہربان گورنمنٹ سے کیا احسان کر سکتے ہیں صرف یہی کہ ہم اس کے فرمانبردار رہیں - اس کی خوشی میں دل سے شریک ہوں اور اس سلطنت کے لیئے - اپنے بادشاہ جارج پنجم اور انکی ملکہ معظمہ کے لیئے خدائے تعالیٰ کے حضور دل سے دعا کریں کہ وہ انکو عرصہ دراز تک صحیح و سلامت رکھے - آمین ◆

اس جلسہ میں طلباء ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مٹھائی تقسیم کی گئی - انکے بعد پریذیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں تمام حاضرین بھی دل سے دعا کریں اور جلسہ برخاست ہوا -

رات کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے خاص طور پر بورڈنگ ہائی سکول کی وسیع عمارت پر بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں اور مہمانخانہ میں روشنی کا انتظام کیا گیا - علاوہ ازیں ۴۰۰ آدمیوں کو دعوت دیگئی

جلسہ سالانہ جیسے کہ پہلے لکھا جا چکا ہے - ۲۷ - ۲۸ اور ۲۹ - دسمبر کو ہوگا - پروگرام اور ضروری امور سے اطلاع کی جاویگی - اس موقع پر منشی ہاشم علی صاحب گرداور نے نمک کا اور ڈاکٹر نور بخش صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سمندری نے ہلدی کا اور بابو محمد افضل صاحب ٹھیکیدار بھینی سمندری ضلع لائلپور نے مرچ کا خرچ دینا منظور فرمایا ہے - جلسہ کے اخراجات میں اعانت کا یہ بھی عمدہ طریق ہے - منشی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا علاوہ مالی خدمات کے جسمانی خدمات سے بھی جلسہ کے کام میں حصہ لیتے ہیں - چنانچہ گذشتہ سال اور اب بھی انہوں نے گھی خرید کر کے روانہ فرمایا اور ہر دو بار اپنی گرہ سے کچھ روپیہ ڈالا ہے

علاوہ ازیں مستورات میں چندہ لنگر کے لیئے تحریک کی جنہوں نے زیور اتار کر چندہ میں دیا - جزاہم اللہ احسن الجزاء

چندہ جلسہ سالانہ جس قدر تجویز کیا گیا تھا اس سے بہت کم وصول ہوا ہے - احباب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے - تا لنگر مزید مقروض نہ ہو جاوے ◆

(محمد علی سکرٹری)